محدّث

وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا

مجلس التحقیق الاسلامی گارڈن ٹاؤن لاہور

مدیر اعلیٰ

حافظ عبدالرحمن مدنی

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی   مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے   زرِ سالانہ: ۲۰۰روپے بیرون ملک: ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر/بینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔   ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476   موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com   __ www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!
لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

magazine.mohaddis.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلّہ

ماہنامہ **محدّث** لاہور

جلد ۸	رجب المرجب ۱۳۹۸ھ	عدد ۷

فہرست مضامین

۱- فکر و نظر ..... بے داغ ضمیر کی آواز .... اداریہ ۲

۲- التفسیر والتعبیر ..... سورۃ بقرہ (۲۲) .... مولانا عزیز زبیدی ۸

۳- دار الافتاء ..... (۱) زکوٰۃ کے بعض مسائل و احکام .... شیخ عبد العزیز بن باز ۲۵
ترجمہ: مولانا سیف الرحمان

(۲) غوث، قطب، ابدال

(۳) شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے نام کی گیارھویں کی مولوی محمد شفیع

۴- نقد و نظر ..... اسلام کا قانون سرقہ .... مولانا برق التوحیدی ۲۷

۵- شعر و ادب ..... تو کائنات حُسن ہے یا حُسنِ کائنات (نعت) ..... پروفیسر منظور احسن عباسی ۴۸

فائدہ کچھ بھی نہیں اب تیری غوغائی کا (نظم) ... مولانا عبد الرحمٰن عاجز ۷

ناشر: حافظ عبد الرحمٰن مدنی طابع: چودھری رشید احمد مطبع: مکتبہ جدید پریس، ۴ بشارع فاطمہ جناح، لاہور

زرِ سالانہ: ۱۵/۰۰ روپے فی پرچہ ۱/۵۰ روپیہ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فکرونظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے داغ ضمیر کی آواز

ضمیر سینہ کے اندر اس پوشیدہ قوت، احساسات کی بے چین روشنی اور مخفی آواز کا نام ہے جو انسان کے اندر ایک جج اور کانشنس کے طور پر کام کرتی رہتی ہے ۔ اگر دوسرے عوارض کی وجہ سے یہ نوراتی ملکہ دھندلانے نہ پائے تو ایک نابینا انسان بھی اس کی روشنی میں اپنا سفرِ حیات جاری رکھ سکتا ہے ۔ اور اس کی خلش، انسان کو سدا چوکنا کر رکھنے کے لیے کافی ہو سکتی ہے، بشرطیکہ یہ بیدار رہے۔

انسانی زندگی، بحرِ بے کنار ہے، انسان جس بھی میدان میں قدم رکھتا ہے، اس سلسلے کے معروف اور منکر، مفید اور مضر، صحیح اور غلط بجا اور بے جا کا ایک قدرتی احساس کروٹ لینے لگ جاتا ہے۔ اس باب میں جس قدر کسی کا قدم راسخ ہوتا ہے، اتنا ہی انسانی ضمیر کے آئینہ میں قدرتی واردات اور احساسات منعکس ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ الّا یہ کہ غیر فطری حجابات حائل ہونا شروع ہو جائیں اور ضمیر کا افق دھندلانے لگ جائے!

اسلامی سرزمین سے جو ضمیر ابھرتا ہے، وہ مخصوص تعامل، خاص فکر اور مخصوص معاشرہ کا حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی کسک بھی، خاص قسم کی خلش ہوتی ہے۔ جس کی تحریک پر انسانی قلب و نگاہ میں ایک تموج پیدا ہو جاتا ہے اور جتنی اس میں جان ہوتی ہے، اتنی ہی وہ انسان پر اثر انداز ہو جاتی ہے۔ ناقص ہے تو ناقص، کامل ہے تو کامل۔

اسلامی ضمیر کی آبیاری اور جلا کیلیے کچھ ایسے عوامل کی طرف توجہ دلائی جاسکتی ہے جس کی وجہ سے یہ ضمیر کاروانِ حیات کے لیے "بانگِ درا" کا کام دینے کے قابل ہو جاتا ہے۔

کتاب و سنّت ۔ کتاب و سنت نے قافلۂ حیات کے لیے جو سنگِ میل نصب کیے ہیں، ان کا احترام بہر حال ملحوظ رکھا جائے کیونکہ قرآنی لیل و نہار اور نبوی شب و روز کے

magazine.mohaddis.com

حامل انسان پر باطنی روشنی کی اس قدر ارزانی ہو جاتی ہے کہ اسے "لَیْلُھَا کَنَھَارِھَا" (اس کی رات بھی دن) کی حقیقتِ کبریٰ مشہود ہونے لگ جاتی ہے۔ اندھیرے چھٹ جاتے ہیں، قلب و نگاہ کے اغلاق کافور ہو جاتے ہیں، قدم قدم پر حقائق کی مشعلیں فروزاں محسوس ہونے لگتی ہیں، اور اس سے سود و زیاں کے اندیشوں کے چراغ جگمگا اٹھتے ہیں۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ وَیَغْفِرْ لَکُمْ (پ۲۷) ۔ الحدید ع ۴)

"مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ (تاکہ) خدا تم کو اپنی رحمت میں سے دوہرا حصہ دے اور تم کو ایسی روشنی عنایت کرے جس (کی روشنی) میں چلو اور تمہارے گناہ معاف فرمائے!"

یہ مشعلیں "فتوت ساز" نہیں ہوتیں اور نہ یہ کسی ادعائی منصب کے لیے سازگار تحریک کا کام دیتی ہے بلکہ یہ "بندۂ مومن" کے قلبی واردات، خطرات اور خلش کی طہارت اور قابلِ سماع صداؤں کا بیان ہے۔ جو صدقِ نیت کے باوجود کبھی غلط بھی ہو سکتی ہے۔ بے فائدہ اور غیر ضروری کام۔ ضمیر کی عافیت کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو غیر ضروری امور کی چاکری سے دور رکھا جائے ورنہ اس کا دل ایک کباڑ خانہ بن جائے گا جس سے ضمیر کے ساتھ ساتھ دوسرے آوارہ سوداؤں کی آوازیں بھی بلند ہونا شروع ہو سکتی ہیں، اس لیے اب اصلی اور فصلی صداؤں میں امتیاز بھی باقی نہیں رہ سکے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ (ترمذی)

"انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے مقصد کام چھوڑ دے۔"

انسان سراپا دولت ہے، اس کی توجہ، اس کے کام، اس کے اوقات اور لمحات سبھی بڑی چیزیں ہیں انہیں ضائع ہونے سے بچایا جائے، کیونکہ اس کے ضیاع سے دل کی موت واقع ہو سکتی ہے۔ جب مکان نہ رہا تو پھر مکین کیسے؟ کیونکہ ضمیر کا مسکن دل ہی تو ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ: خدا کے قرب و وصال کے حصول کے لیے اسے مصروف رکھنے کی کوشش کی جائے تاکہ زندگی کی راتیں روشن، دل میں امنگیں نورانی، قلب و دماغ "بیت اللہ" (اللہ کا گھر) احساسات و واردات ربانی مہمان کی حیثیت

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

سے سینہ بیں جلوہ گر ہوں: حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۔

(پ ۲۱ - العنکبوت ع)

"اور جن لوگوں نے ہمارے واسطے محنت کی، ہم ان کو اپنی راہیں ضرور سجھائیں گے یقین کیجیے: اللہ تعالیٰ اہل اخلاص بندوں کے ساتھ ہے۔"

ہدایت ایک وہ ہوتی ہے جو منزل سے ہمکنار کر دیتی ہے۔ دوسری وہ ہوتی ہے جس سے منزل کی راہیں روشن ہو جاتی ہیں، جس کے بعد راہی شرح صدر اور طمانیت کے ساتھ اپنا سفرِ حیات جاری رکھ سکتا ہے، گھٹن اور انقباض کے امکانات گھٹ جاتے ہیں۔

احسان کا مفہوم یہ ہے کہ پورے وثوق سے رب کی معیت کے احساس کے ساتھ وہ اپنے رب کی غلامی کرتا ہے، ایک ایسا غلام ہو کر جیتا ہے جو اپنے مولا سے محبت بھی کرتا ہے اور اس کے قرب کا لالچ بھی رکھتا ہے۔

قَالَ: مَا الْاِحْسَانُ؟ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ (بخاری سوال جبرائیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۲/ج۱)

عرض کی: حضور! احسان کیا شے ہے؟ فرمایا یہ کہ آپ خدا کی عبادت اور غلامی یوں کریں کہ تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر آپ کے لیے یہ (مقام) ممکن نہیں تو یہ ہونا چاہیے کہ وہ ذاتِ پاک تو آپ کو دیکھ رہی ہے۔

یعنی جو لوگ مقامِ احسان پر فائز ہیں، حق تعالیٰ ان پر اپنی راہیں کھولتا چلا جاتا ہے۔ ضمیر کی مشعلیں اس پر روشن ہو جاتی ہیں، اس لیے زندگی کے اس خس و خاشاک سے بچ بچ کر چلنے کی سکت پا لیتا ہے جن سے سالک کے پاؤں زخمی ہو سکتے ہیں، قدم بے ساختہ ادھر کو اٹھتے ہیں۔ انسان کے شب و روز اور تعامل کا اس کے روحانی مستقبل اور دنیا کے دل پر گہرا اثر پڑتا ہے بلکہ دل کی پوری کھیتی اس کے اپنے لیل و نہار کا حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے جب کسی کا دل ان اقدارِ حیات سے آباد ہو جاتا ہے جن سے "من کی دنیا" آب و تاب پا لیتی ہے تو پھر قدرتی طور پر کتاب و سنت کی ہر آواز اسے اپنے دل کی آواز محسوس ہونے لگتی ہے اور پہلے جو عمل کوئی ایک آئینی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فریضہ کے طور پر بجا لاتا ہے، اب وہ اس کے دل کی پیاس بن جاتا ہے۔ اس لیے فرمایا:

وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا (بخاری)

"جب کوئی بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب چاہتا ہے تو میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں اور جب میں اسے اپنا حبیب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی سماعت (شنوائی) بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی بصارت (دید) بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کام لیتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔"

مقصد یہ ہے کہ: وہ میرا بن جاتا ہے، میں اس کا، وہ جو بھی کام کرتا ہے میری خوشنودی کے لیے کرتا ہے اور میری مرضی اور منشا کے مطابق انجام دیتا ہے کیونکہ اب وہ میرا شناسا ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس کا دل اسے بتا دیتا ہے کہ میں کس بات سے خوش ہوتا ہوں اور کس بات سے ناخوش! ــــ اس کے ضمیر کی ہر خلش، اب اس کے لیے "بانگ درا" بن جاتی ہے اور اس کا انقباض مومنانہ اندیشوں کی ایک بے چین ندا ثابت ہوتی ہے "تقویٰ" بھی دراصل مومنانہ ضمیر کی اسی خلش کا نام ہے ــــ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ:

اَلْاِثْمُ مَا حَاکَ فِیْ نَفْسِكَ (مسلم)

"گناہ وہ ہے جو آپ کے دل میں خلش پیدا کرے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ:

لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِیْقَةَ التَّقْوٰی حَتّٰی یَدَعَ مَا حَاكَ فِی الصَّدْرِ (بخاری)

بندہ تقوے کی روح کو اس وقت تک نہیں پا سکے گا جب تک وہ اپنے ضمیر کی خلش کا احترام نہیں کرے گا۔

لوگ کچھ کہیں پروا نہ کرے، ایسے بندۂ مومن کے ضمیر کی خلش قابلِ احترام ہوتی ہے اس لیے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

حضور نے فرمایا:

اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ (دارمی)

"اپنے دل سے استصواب کرا لیجیے!"

پھر فرمایا:

وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ وَأَفْتَوْكَ (دارمی)

"گو لوگ تجھے اس کے جائز ہونے کا فتویٰ ہی کیوں نہ دیں۔"

مقصد یہ ہے کہ: لوگوں کی بھیڑ چال، اور غوغا کی پروا نہ کیجیے! آپ کے مومنانہ ضمیر کی جو صدا ہے، اور جس امر کے اختیار کرنے میں اسے اندیشہ لاحق اور بے اطمینانی کا سامنا ہے۔ اس کا بہر حال آپ کو احترام کرنا چاہیے۔

بلکہ یہی بات زندگی کے ہر شعبے میں ملحوظ رکھی جا سکتی ہے، بھیڑ چال کے تقاضے کچھ اور ہیں، مگر صاحب دل، اہل فن کی فنی حذاقت اور اس کی بے چینیوں کی تکمیح کچھ اور ہے قوم کے بہی خواہ اور ایماندار مگر نباض سیاستدانوں کے ضمیر کی آواز کچھ کہتی ہے لیکن عوام کے عامیانہ تقاضوں اور خواہشات کی فرمائشیں کچھ اور چاہتی ہیں، اس لیے فرمایا کہ: ان کی پروا نہ کیجیے۔

"وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ وَأَفْتَوْكَ" نے متداول اور مغربی طرز کی مروج جمہوریت اور عوام کی عامیانہ تنگ بندیوں کے پلے میں قومی زعما کو باندھنے کی ریت پر کاری ضرب لگائی ہے۔ بات اصل "ٹھک" کی ہے۔ ....

.... شور کی نہیں ہے، تولنے کی ہے گننے کی نہیں ہے، بات سونار کی نہیں، ایک لوہار کی ہے، بلا شیری کی نہیں اپنے اطمینان کی ہے۔ اس لیے جو لوگ "عوام عوام" اور ان کی "دلچسپیوں اور خواہشات" کی رٹ لگاتے ہیں وہ حقیقت پسندانہ بات نہیں کرتے، کیونکہ عوام کو رہنمائی مہیا کرنا ہے، لینا نہیں ہے۔ ہاں عوام کے حقوق اور ان کے مناسب مستقبل کی بات کرنا ضرور دانشمندی ہے مگر اپنے سیاسی اغراض کی تکمیل کے لیے ان کے حقوق کا واسطہ دینا، ایمان دارانہ بات نہیں ہے۔

اسلام نے جس ضمیر کی آواز کی طرف توجہ دلائی ہے، وہ صرف وہ ہے جو اسلامی طرزِ حیات کا حاصل ہے، جس نے بے بس تنکے کی طرح اپنے آپ کو کتاب و سنت کی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

موجوں کے حوالے کر رکھا ہے۔

یہ روشنی "قرآن و حدیث" کے سرمدی چراغوں کو بجھا کر روشن نہیں ہوتی بلکہ اس کی مشعلوں سے مستنیر رہتی ہے۔

یہ ضمیر "امارۃ الطریق" کا نام ہے۔ نبوت اور رسالت کی زمین نہیں ہے اور نہ کسی کم سواد اور بر خود غلط کی لن ترانیوں پر مبنی ہے۔

اس کا تعلق "تقلید" سے نہیں، بصیرت سے ہے، وہ لوگوں کی بھیڑ چال کا مرید نہیں ہے بلکہ وہ ان کی "دیتھا قوت" کا نام ہے۔

ضمیر کی آواز قابلِ احترام ضرور ہے لیکن اس کا بے خطا ہونا ضروری نہیں ہے بعض اوقات بعض داخلی اور خارجی حجابات کی وجہ سے یہ مشعلیں مدھم پڑ سکتی ہے۔

عبد الرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی

فائدہ کچھ بھی نہیں اب تری غوغائی کا

میرے آقا ہے یہ حال آپ کے شیدائی کا
مل گیا اس کو لقب دہر میں سودائی کا

تیری قدرت کے کمالات کا دیتا ہے پتہ
رنگ یہ، حُسن یہ ہر لالۂ صحرائی کا

زخمِ الفت ہی بیمار کو حاصل ہے سکوں
معجزہ ہے یہ فقط ان کی مسیحائی کا

رہرو راہِ وفا دور ہے منزل تیری
چھوٹ جائے نہ کہیں ساتھ شکیبائی کا

خوبیاں اوروں کی آتی ہیں نظر ان کو عیوب
جن کے دل میں ہے جنوں اپنی خود آرائی کا

ایک مفلس ہوں، گنہگار ہوں، میں بے کس ہوں
فائدہ کیا تمھیں مجھ سے شناسائی کا

اہلِ حق ہمت و جرأت سے گزر جاتے ہیں
مرحلہ آتا ہے جب بادیہ پیمائی کا

جرم سے پہلے ہی انجام پہ رکھتی تھی نظر
فائدہ کچھ بھی نہیں اب تری غوغائی کا

رنج و غم، راحت و فرحت سے بدل جاتے ہیں
قوتِ ضبط ہو، یارا ہو شکیبائی کا

قصدِ نیکی ہی پہ اکرام و کرم کی بارش
ایک حیلہ ہے مری حوصلہ افزائی کا

خانۂ دل ہے، یہ عاجز ہے، محبت ہے تری
ہے اثاثہ یہی مولا تیرے شیدائی کا

★

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

التفسیر والتعبیر

مولانا عزیز زبیدی

سُورَۃ بَقَرَۃ

(قسط ۲۲)

(بقیہ حاشیہ ۲ قسط گزشتہ)

اس دن وہ جھگڑیں گے۔ ایک دوسرے کو وہ وہاں ملزم ٹھہرائیں گے اور کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم گمراہ نہ ہوتے۔

ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ (زمر ع۳) يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ (پ۲۲۔ سبا ع)

لیڈر بولیں گے کہ تم خود ہی بد تھے:

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَى بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ (ایضا)

کمزور عوام کہیں گے کہ تمہاری جعل سازیوں اور ہتھکنڈوں نے ہمارا بیڑا غرق کیا۔

بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا (ایضا)

بد لیڈروں سے کہیں گے کہ اس مشکل گھڑی میں ہمارے کچھ کام آسکو گے؟ وہ کہیں گے کام کیا آئیں۔ اس برے حال میں ہم خود تمہارے ساتھ ہیں:

فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِنَ النَّارِ ٥ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا (پ۲۴۔ مومن ع۵)

اب یہ عوام خواہش کریں گے کہ: الٰہی! پھر ایک دفعہ ہمیں دنیا میں جانا ملے تو ہم ان سے اسی طرح پرے رہیں جس طرح یہ آج ہم سے کنی کترا رہے ہیں۔

لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا (بقرہ ع۲۰)

کاش! ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا، ان چودھریوں کے بھرّے میں نہ آتے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا (احزاب ع)

ہمیں تو یہ عوامی لیڈر لے ڈوبے۔
اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝

الٰہی! ان کو دگنے جوتے مار اور ان پر لعنت پر لعنت برسا۔
رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا (ایضاً)

پھر ایک دوسرے سے مکریں گے اور لعنتیں کریں گے۔
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا (العنکبوت۔ع۲)

اٹھ کھڑے ہونے کا دن۔ دوسرے صور پھونکنے پر سب مردے اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اس لیے اسے یوم القیمۃ (روز قیامت، کھڑے ہونے کا دن) بھی کہتے ہیں۔
فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (بقرہ۔ ع۱۴)
ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ (پ۱۸۔ مومنون۔ع۱)

حساب کا دن۔ اس دن سب کا حساب کتاب ہوگا۔ اس لیے اسے یوم الحساب بھی کہا گیا ہے۔
هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ (پ۲۳۔ ص ع۴)

اس دن باز پرس ہوگی۔ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ (پ۱۷۔ انبیاء ع۲)
وَلَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (پ۲۰۔ عنکبوت ع)

اُن کا کیا کرایا سب سامنے آجائے گا۔ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ (پ۲۹۔ القیمۃ ع)

اس دن کوئی راز راز نہیں رہے گا۔ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ (الطارق ع)

بھاری دن۔ اس سے بھاری دن اور کوئی نہیں ہوگا، اس لیے حقیقی اور واقعی بھاری دن بھی یہی دن کہلاتا ہے۔
وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا (سورہ دھر ع۲)

زمین بھی خبریں نشر کرے گی۔ زمین کی پشت پر انسان رہ کر جو کرتا ہے زمین اس کو یوں بیان کرے گی جیسے ٹیپ۔
يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا (سورہ زلزال)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

چیخ وپکار کا دن - یہ وہ دن ہوگا جب ہر طرف سے چیخ وپکار برپا ہوگی؛ یا اس لیے ہر ایک کو نام بنام پکار کر بلایا اور حساب لیا جائے گا۔

اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ یَوْمَ التَّنَادِ (مومن ع)

اس دن نامۂ اعمال سامنے پائے گا - یہ وہ دن ہوگا کہ انسان اپنا اپنا نامۂ اعمال کھلا ہوا اپنے سامنے پائے گا۔

وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کِتٰبًا یَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا (بنی اسرائیل ع)

یہ کتابچہ (نامۂ اعمال) جعلی نہیں ہوگا بلکہ اس کے شب و روز کا ہو بہو ریکارڈ ہوگا۔ ہٰذَا کِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ (جاثیہ ع) کیونکہ ساتھ ساتھ ہم وہ لکھواتے جاتے تھے۔ اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (پ ۲۵۔ جاثیہ ع) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ (ق۔ ع) مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ (ق۔ ع)

ہر جماعت کو بلا بلا کر ان کا نامۂ اعمال دکھایا جائے گا۔

کُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰی اِلٰی کِتٰبِهَا ط

اپنے نامۂ اعمال کے لیے - قیامت میں لوگ اپنے اپنے نامۂ اعمال کے دیکھنے کے لیے ٹولیاں بن کر اپنی اپنی قبروں سے حشر کے میدان میں لوٹیں گے تاکہ وہ اپنے کرتوت اور اعمال خود ہی مشاہدہ کر لیں۔

یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ (سورۃ الزلزال)

خوف سے آنکھیں نیلی ہو جائیں گی - حشر کا خوف اس قدر ہوگا کہ آنکھیں نیلی ہو جائیں گی۔

وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ زُرْقًا (طٰہٰ۔ ع)

اگر وہ جاہل بھی ہوگا تو اسے کہا جائے گا تو اب اپنی آنکھوں سے اپنا کچا چٹھا دیکھ اور پڑھ لے اور خود ہی فیصلہ کر کہ اب آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔

اِقْرَاْ کِتٰبَکَ ط کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا (بنی اسرائیل)

جاہل بھی ہوگا تو پڑھ لے گا، آنکھیں بڑی تیز ہو جائیں گی اور بجہالت کے سب حجاب کافور ہو جائیں گے۔

لَقَدْ کُنْتَ فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ ہٰذَا فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَآءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ (ق۔ ع)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

وہ سب کچھ دیکھ لے گا۔ دنیا میں جو نیکی اور بدی کی آخرت میں جا کر سب کو موجود پائے گا۔ اور یہ کہ کیا آگے بھیجا اور کیا یہاں چھوڑا۔

یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۛ وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوءٍ (آل عمران ع۳)

يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ (النبأ ع۲)

إِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ (الانفطار)

دیکھ کر ہاتھ ملے گا اور کہے گا کہ: کاش! دنیا میں آج کے لیے کچھ کیا ہوتا۔

يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي (الفجر ع۱)

خاص کر جب دیکھے گا کہ دوزخ وہ آگئی تو تڑپے گا مگر اب کیا فائدہ؟

وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۝ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ (الفجر ع۱)

بلکہ تمنا کرے گا کہ: کاش! نامۂ اعمال ہی غائب ہو جاتا۔

تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا (آل عمران ع۳)

کیونکہ جو عمل کیا تھا اس کا اب بدلہ ضرور ملے گا، اچھے کا اچھا، برے کا برا۔

الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ (مومن ع۲)

رجسٹر اعمال خود بولے گا اور سچ سچ بولے گا اس لیے چھپ نہیں سکے گا۔ ذرہ بھر زیادتی نہیں ہوگی۔

وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (پ۱۸۔ مومنون ع۴)

صرف نامۂ اعمال نہیں، خود اس کا رونگٹا رونگٹا بولے گا: زبان بند کر دی جائے گی ہاتھ اور پاؤں بولیں گے۔

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (یٰس۔ ع۴)

اگر ضرورت پڑی تو زبان بھی گویا ہو کر گواہی دے ڈالے گی۔

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (النور ع۳)

وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (پ۲۴۔ حم السجدہ ع۳)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کھرے کھوٹے سب الگ ہو جائیں گے۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ (یٰس۔ ع)

جس بدنصیب کو بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملے گا تو وہ اپنا سر پیٹ اٹھے گا۔

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ ۵ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ۵ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۵ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۵ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ ۵ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ (پ ۲۹۔ الحاقۃ ع)

(ترجمہ) اور جس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ بول اٹھے گا: اے کاش! مجھے میرا نامۂ اعمال نہ ہی ملا ہوتا اور مجھے اپنے (اس) حساب کی خبر ہی نہ ہوتی ہوتی۔ اے کاش! میری ماں ہی مر گئی ہوتی (میں پیدا ہی نہ ہوتا)۔ ہائے! میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا (ہائے رہا) مجھ سے میری بادشاہت کٹ گئی۔

لیکن یہ واویلا ان کے کچھ کام نہیں آئے گا، حکم ہوگا کہ:

خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ۵ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ۵ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ (ایضا)

اس (نابکار) کو پکڑو، (پکڑوا) پھر اس کے گلے میں (لعنت کا) طوق ڈالو پھر اسے لے جا کر جہنم میں دھکیل دو، پھر زنجیر سے جس کی ناپ ستر گز ہے، (اس کے ساتھ) اس کو خوب جکڑ دو۔

بعض روسیاہ اور قسمت کے مارے ایسے بھی ہوں گے جن کو نامۂ اعمال، پیٹھ کے پیچھے سے پکڑایا جائے گا اور ان کی چیخیں نکل جائیں گی۔

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۵ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ۵ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا (الانشقاق۔ ع)

اور جس کو اس کا نامۂ اعمال اس کی پیٹھ پیچھے (سے) دیا جائے گا تو وہ موت کو پکارے گا اور (اسی طرح چیختا چلاتا) دوزخ میں جا دھکے گا۔ (رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔)

اس دن پورا پورا تول ہوگا۔ اس دن اعمال اور ان کے بدلوں کا تول ہوگا اور پورا پورا ہوگا۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ (اعراف ع۱)

جن کی نیکیاں بھاری ہوں گی فلاح پائیں گے اور جن کی سیئات بھاری رہیں وہ مارا جائے گا۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ (پ۸ - اعراف ع۱)

جو یہاں اندھے وہاں بھی اندھے - جو لوگ حق کے پہچاننے سے یہاں اندھے رہے اور اپنی عارضی مصلحتوں کی بنا پر کتاب و سنت سے آنکھیں بند کرکے رہے وہ قیامت میں بھی اندھے اٹھیں گے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا ۝ وَنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (طٰہٰ ع۷)

وہ کہے گا: الٰہی! میں تو بینا تھا، مجھے اب اندھا کرکے کیوں اٹھایا: فرمایا تم نے وہاں ہمیں بھلایا، آج ہم تمہیں بھولے۔

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۔ (ایضًا)

بلکہ وہاں اندھاپن دنیا سے کہیں زیادہ گہرا ہوگا۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل ع۸)

یہ گھڑی آکر رہے گی - فرمایا یہ خیالی باتیں نہیں: یہ گھڑی بس آنے کو ہے اور یقیناً آنے کو ہے۔

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا (پ۲۴ - مومن ع۶)

۳۔ لَا تَجْزِيْ (کافی نہیں ہوگا، بدلہ نہیں ہوگا) یہاں پر قیامت کی ایک اور خصوصیت کا ذکر کیا گیا ہے کہ: پیٹ صرف اپنے کھانے سے بھرے گا، کسی کا کھایا پیا آپ کے پیٹ کے کام نہیں آئے گا۔ یہاں پر چار چیزوں کا ذکر ہے (۱) کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا (۲) سفارشیں بھی نہیں چلے گی (۳) رشوت بھی نہیں ہوگی (۴) نہ کوئی مدد کو آئے گا۔

ع۱: کوئی شخص کسی کا عوض نہیں ہو سکے گا - کوئی چاہے بھی تو، فرمایا: اس دن کسی کے لیے کسی کا کچھ بھی بس نہیں چلے گا۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا (الانفطار ع ۱)

کیونکہ اس دن صرف اللہ کا امر چلے گا۔

وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ (الانفطار ع ۱)

ذرہ بھر بھی کوئی نفع یا ضرر کا مالک نہیں ہوگا، نہ اپنے لیے نہ دوسرے کے لیے۔

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا (پ۲۲ ۔ السبا ع۵)

کفارہ کا وہ تصور جو عیسائیوں اور دوسرے بدعتیوں میں پیدا ہوگیا ہے ان آیات سے ان کی بھی جڑ کٹ گئی۔

یہاں تک کہ باپ بیٹے کے اور بیٹا باپ کے بھی کام نہیں آئے گا۔

وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا (لقمان ع ۴)

الٹا ان سے بھاگیں گے۔ ماں باپ یا اولاد کا کام آنا تو بڑی بات ہے وہ الٹا ان سے بھاگیں گے کہ کہیں ان کے عوض ہمیں نہ دھر لیا جائے۔ کیونکہ اس دن سب کو اپنی پڑی ہوگی۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ (سورہ عبس ۔ پ۳۰)

(ایسی نفسی نفسی پڑے گی کہ) آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا، اس دن ان میں سے ہر شخص کو اپنی پڑی ہوگی۔

بلکہ اپنے پاؤں تلے لیں گے۔ کہتے ہیں کہ بندریا کے پاؤں جلنے لگے تو اس نے اپنے نیچے اپنے بچے لے لیے، یہی حال وہاں ہوگا، آرزو کرے گا کہ اس کی بجائے ان کو دوزخ میں ڈالا جائے۔

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ (پ۲۹ ۔ المعارج)

مجرم تمنا کرے گا کہ اے کاش! اپنے بیٹوں اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنے کنبے کو جو اس کو پناہ دیا کرتا تھا (اس دن کے عذاب کے بدلے میں دے دے)

بلکہ اتنی خود غرضی پر اتر آئے گا کہ بس چلے تو سارا جہان اپنے بدلے میں دوزخ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کو دے دے۔

وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ یُنْجِیْهِ (المعارج ع ۱)

دوست بھی کام نہیں آئیں گے۔ حشر کی گھڑی ایسی ہوشربا گھڑی ہو گی کہ کوئی مجنوں اپنی لیلیٰ کو اور کوئی فرہاد اپنی شیریں کے کام نہیں آسکے گا۔

یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْئًا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ (پ ۲۵۔ الدخان ع ۳)

بلکہ اس دن یہ دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے اور جس دوست کی دوستی دشمنِ ایمان ثابت ہو گی، وہ انھیں ایک آنکھ نہیں بھائیں گے: اِلّا یہ کہ وہ ایک دوسرے کے ایمان کے محافظ اور پاسباں رہے ہوں۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (پ ۲۵۔ زخرف ع ۶)

ع ۲ سفارش نہیں چلے گی۔ سفارش سے غرض ہوتی ہے کہ: حاکم کو یقین دلا دیا جائے کہ یہ عادی مجرم نہیں ہے، بس بشری کمزوری سے اس سے قصور ہو گیا ہے۔ آئندہ محتاط رہے گا ظاہر ہے کہ اب محتاط رہنے کا سوال ہی نہیں ہے کیونکہ اب اس کا وقت ہی نہیں رہا۔ دوسرا یہ ہے کہ کوئی رتبہ گیر ہے، چاہتا ہے کہ اس نے جو کتے باندھ رکھے ہیں، ان کی خدمات سیئہ کا حق ادا کرے۔ آپ جانتے ہیں کہ اب اس کا بھی وقت نہیں ہو گا، کیونکہ کسی کو کسی کا ہوش نہیں رہے گا، نہ اس کی کسی میں جرأت ہو گی۔ اس لیے اس سفارش کی گنجائش بھی نہ رہی۔ ہاں احکم الحاکمین جو دانائے راز ہیں اگر کسی کے سلسلے میں کچھ گنجائش دیکھیں گے تو انبیاء اور صلحاء کو ان کی لسٹ مہیا کر دیں گے اب وہ مناسب تصور کریں گے تو شفاعت کریں گے ورنہ نہیں۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (البقرۃ ع ۳۴)

کیونکہ وہ سفارشی خدا سے خود ڈرتے اور کانپ رہے ہوں گے۔

وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ (پ ۱۷۔ انبیاء ع ۲)

اور وہ کسی کی سفارش تک نہیں کر سکتے اِلّا یہ کہ خدا جن کے حق میں پسند فرمائے اور وہ (سفارشی فرشتے) اس کے جلال سے (ہر وقت) ڈرتے رہتے ہیں۔

شفاعت کا مسئلہ، مجرموں کی حوصلہ افزائی کے لیے نہیں ایجاد کیا گیا بلکہ اس سے غرض ان گنہگاروں کی ڈھارس بندھانا ہے جو گناہ کر کے پچھتا رہے ہیں اور چاہتے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہیں کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے۔ تاکہ وہ مایوس نہ ہو جائیں اس لیے توبہ اور شفاعت دونوں کا دروازہ کھلا رکھا گیا ہے۔ یا ان اہل ایمان افراد کے لیے ہے جو گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اب اللہ میاں ان کے سلسلے میں صلحاء کو شفاعت کرنے کی اجازت دیں گے۔ کہ اگر کہو تو اب ہم انھیں چھوڑے دیتے ہیں۔ گویا کہ وہ اب مائل بہ کرم ہے۔ اگر شفاعت کا وہ مفہوم مراد ہو جو عوام کی خوش فہمیوں نے اگلا ہے تو پھر شرعی تکلیفات ایک تکلف بن کر رہ جائیں گی۔

شفاعت صرف موحد کر سکیں گے۔ جو اہل توحید ہوں گے اور حق و صداقت جن کی زندگی کا شعار ہوگا، وہی شفاعت بھی کر سکیں گے۔

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (زخرف ع)

اور اس کی بات بھی پسندیدہ ہو۔

إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا (طٰہٰ ع)

وجہ اس کی یہ بتائی کہ دانائے راز ہیں ہوں، دوسرا صحیح معنیٰ ہیں حقیقت حال سے واقف نہیں ہے۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا (پ ۱۶۔ طٰہٰ ع)

یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت میں ایک گروہ کو دیکھ کر سفارش کریں گے تو آپ کو بتایا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انھوں نے کیسی کیسی بدعتیں ایجاد کی تھیں۔

انك لا تدری ما احدثوا بعدك ما زالوا یرجعون علی اعقابھم (مسلم)

یہ لوگ شفاعت سے محروم ہوں گے۔ ان لوگوں کو شفاعت کی اجازت نہیں ہوگی اور نہ اس کو وہ فائدہ دے گی۔

تارک نماز، محتاجوں کے سلسلے میں بے رحم، بکواسی، منکر آخرت۔

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ۝ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ حَتّٰى أَتَانَا الْيَقِينُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ (مدثر ع)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں، وہ بھی نبی اور صلحاء امت کی شفاعت سے محروم رہیں گے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ۝ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ (پ ۲۲۔ السبا ع ۳)

مشرک اور بے انصاف لوگوں کی شفاعت بھی نہیں ہو گی۔

مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ (پ ۲۴۔ المؤمن ع ۲)

جن کے نزدیک دین صرف وقت کٹی کی بات ہے جو دنیا کے نشہ میں غرق ہیں وہ بھی محروم رہیں گے۔

وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ..... لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ (الانعام ع ۸)

عنصر ۳ معاوضہ۔ وہاں کوئی معاوضہ قبول نہ ہو گا، یہ بات بفرض محال کہی گئی ہے کیونکہ اس دن کسی کے پاس کچھ بھی نہیں ہو گا۔ وہاں تو ایسے بے داغ دل کی دولت درکار ہو گی جو غیر اللہ کی غلامی کی آلائشوں سے پاک رہا ہو۔

يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (پ ۱۹۔ الشعراء ع ۵)

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ فِدْيَةٌ (پ ۲۷۔ الحدید ع ۲)

وہ معاوضہ زمین بھر کر سونا ہی کیوں نہ ہو۔

فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ (پ ۳۔ آل عمران ع ۹)

زمین و ما فیہا کی بات نہیں، ایسی دو گنی کائنات پیش کی جائے تب بھی قبول نہیں ہو گی۔

لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ (پ ۶۔ مائدہ ع ۶)

اور بھی جو کچھ اس کے بس میں ہو، وہ سب دے ڈالے تو بھی قبول نہیں ہو گا۔

وَإِن تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا (پ ۷۔ الانعام ع ۸)

عنصر ۴ مدد نہیں کی جائے گی، مدد کہیں سے کاہے کو پہنچے گی، سب کو تو اپنی پڑی ہو گی۔ ویسے بھی وہاں ایک دستگیر کی حیثیت سے ایک مجرم کی مدد کرنا ممکن نہیں رہے گا۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ (پ ۲۰ - قصص ع ۴)

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (پ ۲۵ - شوریٰ ع ۵)

احادیث پاک اور یوم القیمۃ

قیامت۔ قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی جب تک ایک بھی اللہ اللہ کہنے والا موجود رہے گا قیامت نہیں آئے گی۔

لا تقوم الساعۃ الا علیٰ شرار الخلق (مسلم)

لا تقوم الساعۃ حتی لا یقال فی الارض اللہ اللہ (مسلم)

ثم یرسل اللہ ریحا باردۃ من قبل الشام فلا یبقی علی وجہ الارض احد فی قلبہ مثقال ذرۃ من خیر او ایمان الا قبضتہ ..... فیبقی شرار الناس۔ (مسلم)

قبیلہ دوس کے لوگ مرتد ہو جائیں گے۔ اس وقت قبیلہ دوس کے لوگ مرتد ہو جائیں گے اور بت کی پوجا میں لگ جائیں گے اور ان کی عورتیں مٹک مٹک کر طواف کریں گی۔

لا تقوم الساعۃ حتی تضطرب الیات نساء دوس حول ذی الخلصۃ (بخاری ومسلم)

اہلِ ایمان کو اٹھا لے گا۔ جب دنیا کی فضا پاک نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو اٹھا لے گا پھر قیامت قائم ہوگی۔

فتوفی کل من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان فیبقی من لا خیر فیہ فیرجعون الی دین ابائھم (بخاری۔ مسلم)

صُور پھونکنے کے لیے۔ صُور پھونکنے کے لیے اللہ کا فرشتہ کان لگائے اور سر جھکائے کھڑا ہے کہ کب حکم ہو۔

واصغی سمعہ وحنی جبھتہ ینتظر متی یومر بالنفخ (ترمذی)

صور ایک سینگ جیسی کوئی شے ہے جس میں پھونکا جائے گا۔

الصور قرن ینفخ فیہ (ابو داؤد وقال الترمذی حسن)

اسے سمجھانے کے لیے ایک پیرایۂ بیان تصور کر لیجیے! بہرحال یہ ایک ایسی شے ہے جب اسے بگل کی طرح اس میں پھونکا جائے گا تو پہلے سب لوگ مر جائیں گے، دوسری بار سب اٹھ کھڑے ہوں گے، اصلی قیامت اسی کا نام ہے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

صور پھونکنے سے پہلے۔ صور پھونکنے سے پہلے مغرب کی طرف سے ایک کالی گھٹا اٹھے گی جو دیکھتے دیکھتے آسمان کی طرف پھیل کر چھا جائے گی۔ پھر منادی ہوگی کہ: لوگو! امر ربی آگیا اب جلدی مت کرو۔

تطلع عليكم قبل الساعة سحابة سوداء من قبل المغرب مثل الترس فلا تزال ترتفع فى السماء وتنتشر حتى تملأ السماء ثم ينادى مناد يا ايها الناس اتى امر الله فلا تستعجلوا (طبرانى باسناد جيد)

بس پھر قیامت قائم ہو جائے گی اور جو جس حالت میں ہوگا، اسی حالت میں رہ جائے گا۔

الرجلان ينشران الثوب ولا يطويانه وان الرجل ليمدر حوضه فلا يسقى منه شيئا ابدا والرجل ناقته فلا يشربه ابدا (طبرانى باسناد جيد)

دونوں صور (نفخوں) میں چالیس کا فرق ہوگا، چالیس کیا؟ دن، ماہ، سال؟ کچھ پتہ نہیں۔

ما بين النفختين اربعون (بخارى ومسلم)

اس دوران میں اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے کر اور آسمان کو لپیٹ کر فرمائے گا: بادشاہ میں ہوں دنیا کے بادشاہ کہاں ہیں؟

يقبض الله الارض يوم القيمة ويطوى السماء بيمينه ثم يقول انا الملك اين ملوك الارض (بخارى ومسلم)

ساری خلقت ایک ہی میدان میں جمع ہو جائے گی، جہاں کسی کا کوئی نشان نہیں ہوگا:

يحشر الناس على ارض بيضاء عفراء كقرصة النقى ليس فيها علم لاحد (بخارى ومسلم)

کسی کے تن پر کپڑا نہیں ہوگا۔ سب ننگے منگے ہوں گے مگر اس کا ہوش کسی کو نہیں ہوگا بے ختنہ اور پیدل ہوں گے۔

يا ايها الناس انكم محشورون الى الله حفاة عراة غرلا وفى رواية مشاة (بخارى)

سورج بالکل قریب آجائے گا جس کی وجہ سے غضب کا پسینہ چھوٹے گا کہ اس میں کشتیاں تیر سکیں گی۔

تدنو الشمس من الارض فيعرق الناس (احمد)

حتى ان السفن لو اجريت فيه لجرت (احمد)

magazine.mohaddis.com

بعض روایات میں ہے کہ یہ پسینہ اس دن کی سختی دیکھ کر چھوٹے گا۔

مم ذاك يا ابا عبد الرحمٰن قال مما يرى الناس يلقون (طبرانی موقوف باسناد جید)

سب لوگ جمع ہو جائیں گے تو اللہ غریبوں کو بلائے گا، پوچھے گا کہ کیا عمل ہے؟ حضور! مصیبت میں مبتلا ہوئے اور ہمت نہ ہاری اور غیروں کو مال و دولت اور اقتدار عطا کیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ: بجا ہے: پھر غریبوں کو بہشت میں بھیج دے گا اب حساب کتاب کے جھنجھٹ کے لیے امراء اور حکمران رہ جائیں گے۔

تجتمعون يوم القيمة فيقال اين فقراء هذه الامة ومساكينها فيقومون فيقال لهم ما ذا عملتم فيقولون ربنا ابتليتنا فصبرنا ووليت الاموال والسلطان غيرنا فيقول الله عز وجل وعلا صدقتم قال فيدخلون الجنة قبل الناس وتبقى شدة الحساب على ذوى الاموال والسلطان (ابن حبان)

پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

ان الفقراء يدخلون الجنة قبل الاغنياء بخمس مائة عام (

تین قسم کا حشر ہوگا، کچھ لوگ تو پیدل ہوں گے، کچھ سوار اور کچھ اوندھے منہ چلیں گے۔

يحشر الناس ثلثة اصناف صنفا مشاة وصنفا ركبانا وصنفا على وجوههم (ترمذی)

قدم ہلنے سے پہلے سوال ہوگا کہ: عمر کہاں گنوائی، جتنا جانا اس پر کتنا عمل کیا، کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ اور جسم کہاں کھپایا۔

لا تزول قدما ابن آدم حتى يسئال اربع: عن عمره فيما افناه وعن علمه ماذا عمل به وعن ماله اين اكتسبه وفيما انفقه وعن جسمه فيما ابلاه (ترمذی وقال حسن صحيح

اس دن وہ بھی حسرت سے آہیں بھرے گا۔ جس نے نیکی کی ہوگی کہے گا کہ کاش! اور نیکی کی ہوتی اور جس نے بدی کی کہے گا کہ کاش! بدی نہ کی ہوتی۔

ولودانه رُدّ الى الدنيا كيما يزداد من الاجر والثواب (احمد رواته ثقات)

قیامت میں تین دفتر کھلیں گے: ایک میں عمل صالح کا ریکارڈ ہوگا، دوسرے میں گناہوں کا، تیسرے میں اللہ کی نعمتوں کا۔

ثلثة دواوين، ديوان فيه العمل الصالح وديوان فيه ذنوبه وديوان فيه النعم من الله عليه (بزار)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جس نے غلام کو ایک چھڑی بھی ماری ہوگی اس دن اس کا بھی بدلہ لیا جائے گا۔

من ضرب مملوکہ سوطا ظلما اقتص منہ یوم القیمۃ (بزار)

جب تک تین مرحلے طے نہیں ہوں گے کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا: ایک میزان کا مرحلہ، خدا جانے نیکی کا پلہ بھاری رہتا ہے یا بدی کا، دوسرا نامۂ اعمال کی وصولی کا مرحلہ کہ خدا جانے دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا بائیں میں، تیسرا مرحلہ پل صراط کا کہ پار ہوتے ہیں یا نہیں؟

فھل تذکرون اھلیکم یوم القیامۃ فقال: اما فی ثلثۃ مواطن فلا یذکر احد احدا عند المیزان حتی یعلم أیخف میزانہ ام یثقل وعند تطائر الصحف حتی یعلم این یقع کتابہ فی یمینہ ام وراء ظھرہ وعند الصراط اذا وضع بین ظھری جھنم حتی یجوز (ابوداؤد) الحسن لم یلق عائشۃ۔

اور اگر نیکی کی میزان بھاری رہی تو فرشتہ علی رؤس الاشہاد اعلان کرے گا جسے ساری خلقت سن لے گی کہ یہ نیک بخت رہا۔ اب اس پر بدبختی کبھی طاری نہیں ہوگی۔ اگر ہلکا رہا تو پھر اعلان ہوگا کہ یہ بدنصیب رہا، اب نیک بختی کا دور نہیں آئے گا۔

فیؤتی بابن ادم فیوقف بین کفتی المیزان فان ثقل میزانہ نادی ملک بصوت یسمع الخلائق سعد فلان سعادۃ لا یشقی بعدھا ابدا وان خف میزانہ ینادی ملک بصوت یسمع الخلائق شقی فلان شقاوۃ لا یسعد بعدھا ابدا (بزار)

بے حجابانہ رب سے بندے کی گفتگو ہوگی (مگر) جدھر دیکھے گا اسے اپنے ہی عمل نظر آئیں گے دائیں بھی بائیں بھی۔ سامنے دوزخ بھی کھڑی ہوگی اس لیے راہِ حق میں کچھ دے کر اس سے بچنے کی کوشش کرو۔

ما منکم من احد الا سیکلمہ ربہ لیس بینہ وبینہ ترجمان ولا حجاب یحجبہ فینظر ایمن منہ فلا یری الا ما قدم من عملہ وینظر اشام منہ فلا یری الا ما قدم وینظر بین یدیہ فلا یری الا النار تلقاء وجھہ فاتقوا النار ولو بشق تمرۃ (بخاری ومسلم)

قیامت میں یہودیوں اور عیسائیوں کو بھی مسلم کے عوض دوزخ میں دے کر مسلم کو نجات دلائی جائے گی۔ یہ غالباً اس صورت میں ہوگا جب کوئی مسلم ان کا مظلوم ہوگا۔

دفع اللہ الی کل مسلم یھودیا او نصرانیا فیقول ھذا فکاکک من النار (مسلم)

نمازی کے چہرے کے سجدے کے آثار قائم رہیں گے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وحرمہ اللہ علی النار ان تاکل اثر السجود (بخاری ومسلم)

جو مسلمان دوزخ سے بچ بھی گئے انہیں پل صراط پر پھر بھی روک کر چیک کیا جائے گا۔ دنیا لینا بیباق ہو گا۔ تو پھر بہشت میں داخل ہوں گے۔

یخلص المومنون من النار فیحبسون علی قنطرۃ بین الجنۃ والنار فیقتص لبعضھم من بعض مظالم کانت بینھم فی الدنیا حتّٰی اذا ھذبوا ونُقّوا اذن لھم فی دخول الجنۃ (بخاری)

قیامت میں حساب ہو گا، کچھ تو محض اللہ کے فضل سے بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور کچھ میری شفاعت سے۔

فیحا سبون فمنھم من ید خل الجنۃ برحمتہ ومنھم من ید خل الجنۃ بشفاعتی (طبرانی)

گنہگار سہی لیکن میری شفاعت ان کے لیے ہوگی جن کے دل میں توحید اور رسالت پر یقین ہو گا۔ ان کے دل اور زبان دونوں ہم آہنگ ہوں گے۔

وشفاعتی لمن شھد ان لا الٰہ الا اللہ مخلصا وان محمدا رسول اللہ یصدق لسانہ قلبہ وقلبہ لسانہ (احمد) ان شفاعتی لکل مسلم (طبرانی) ھی لمن مات لایشرک باللہ شیئًا (ابن حبان)

اٹھے گا ویسے جیسے زندگی گزارتا تھا، نیک یا بد

یبعث کل عبد علیٰ مامات علیہ (مسلم)

اس لیے سوچ لیں کہ کل آپ کا حشر کس حال میں ہو گا۔

الغرض: قیامت کے اعتقاد اور یقین سے انسان کو سنبھل کر جینے کی توفیق ملتی ہے اور خدا کے حضور پیش ہونے کے لیے ذہن ابھی سے تیار ہو جاتے ہیں، گویا کہ بر یقین خدا سے ابھی سے ایک گونہ مناسبت پیدا کرنے کی تحریک کا کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔

اس کے علاوہ: ذہن اس آوارہ سوچ سے محفوظ ہو جاتا ہے کہ دنیا کا یہ چکر یونہی چل رہا ہے، اس کی ابتداء ہے نہ انتہا، بس چلتا آیا ہے اور یونہی چلتا رہے گا۔

تصور آخرت سے اللہ کی عظیم قدرتوں کا احساس بھی کروٹ لینے لگتا ہے کیونکہ مر کر پھر جی اٹھنا، کفار اور دانشوروں کے لیے یہی بات ہی تو قابل فہم نہیں تھی، جب آپ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وَإِذْ نَجَّيْنٰكُم مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے نجات دی جو تم کو (بڑی) بُری تکلیفیں

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ

پہنچاتے تھے کہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری عورتوں (یعنی بیٹیوں) کو زندہ رہنے دیتے تھے

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ

اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے (تمہارے صبر کی) بڑی آزمائش تھی۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے

وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝

تمہارے لیے سمندر کو پھاڑ دیا تھا، پھر ہم نے تم کو نجات دی اور فرعون کے لوگوں کو تمہارے دیکھتے (دیکھتے) ڈبو دیا

اس کا یقین کر لیتے ہیں تو بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ حق تعالیٰ کے کام لاحاصل نہیں ہیں، لایعنی اور یونہی بے فائدہ نہیں ہیں، حکمت پر مبنی ہیں اور سراپا حکمت ہیں اور جو بات بھی دانشوروں کے لیے محال ہے وہی امور ہی خدا کی قدرتوں کا مظہر ہیں۔

لہ اِذْ نَجَّيْنٰكُمْ (جب ہم نے آپ کو نجات دی) غلامی غلامی میں بڑا فرق ہوتا ہے ایک غلامی وہ ہوتی ہے جس میں غلام قوم کی حیثیت ایک دسترخوان کی رہ جاتی ہے کہ برسرِ اقتدار قوم ان کو اپنی ضیافتِ طبع کے لیے محفوظ رکھتی ہے، جیسے کوئی مرغی! یا ایک فاحشہ کو بطور داشتہ رکھتا ہے۔ یہی حال بنی اسرائیل کا فرعون کی غلامی میں تھا، کل جو فراعنہ کو آنکھیں دکھا سکے اسے تو مار دیا جاتا یعنی ان کے لڑکوں کو، لیکن ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جاتا تاکہ ارباب اقتدار کے بستروں کی زینت بنیں یا ان کے برتن دھوئیں اور جھاڑ و پھیریں بہرحال یہ بہت بڑا ابتلا تھا جس نے بنی اسرائیل کے سارے کس بل نکال ڈالے تھے۔ تاہم اللہ نے ان پر ترس کیا، گھر میں موسیٰ (علیہ السلام) پیدا کر دیا جس نے فرعون کی آغوش میں پرورش پا کر فرعون کے نہ صرف شکنجے سے قوم کو نکالا بلکہ خود فرعون کو بھی قصّۂ پارینہ بنا دالا۔ اس واقعہ سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ عورت لاکھوں کی تعداد میں کیوں نہ ہو

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بہر حال وہ بے بس رہتی ہے۔ ان سے کسی قابلِ ذکر انقلاب اور مزاحمت کی توقع نہیں ہوتی، بلکہ اپنے مردوں کے لیے زنجیرِ بے آواز بن جاتی ہیں اس لیے کوئی قابلِ ذکر قومی اور ملی شعبے ان کے حوالے کرنا مناسب نہیں ہوتا، کیونکہ ان میں "انفعالی" کیفیت کا غلبہ رہتا ہے۔ دوسروں کو متاثر کرنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے۔ اس لیے شکار تو ہو جاتی ہیں شکار کرتی نہیں ہیں۔ اور جتنا شکار کرتی ہیں، وہ ایسا مردار ہوتا ہے جس سے قومی مستقبل اور تاریک ہو جاتا ہے۔ روشن نہیں ہو سکتا۔

۵ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔ (اور تمہارے دیکھتے دیکھتے) جب مصر سے بھاگے تو اندھیرا تھا، راہ بھول گئے، اتنے میں فرعون کو بھی پتہ چل گیا۔ اس نے ان کا تعاقب کر ڈالا اب ان کے آگے دریا تھا، پیچھے لشکرِ فراعنہ۔ نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن والی بات بن گئی تھی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اسرائیلیوں کی یہ "بھول" بھی الہامی بھول تھی۔ دریا پر پہنچے تو اس نے ان کے لیے راستہ چھوڑ دیا، پیچھے نگاہ ڈالی تو فرعون جیسے دشمن کو غرق ہوتے دیکھ لیا۔۔۔ خدا کی طرف سے یہ وہ الہامی مناظر تھے، اگر وہ نہ تو غلامی میں پختہ نہ ہوتے تو پھر کبھی بھی راہِ حق سے نہ بھٹکتے۔

داعی حق، اگر راہِ حق پر گامزن رہے اور اسوۂ پیغمبر کو ملحوظ رکھے تو یقیناً راستے سے پہاڑ ہٹ جاتے ہیں، دریا سمٹ کر راستے دے دیتے ہیں۔ بے سروسامانی کے باوجود، بھاری دشمن پر فتحیاب ہوتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے دشمن کا عبرت آموز حشر بھی مشاہدہ کر لیتے ہیں۔ بہر حال قرآن نے ان کو اپنا وہ ماضی یاد دلایا جس کو اگر وہ سامنے رکھ لیتے تو دوڑ کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیتے۔ مگر افسوس اب تک ان کو اس کا ہوش نہیں آیا اور حق و باطل کی اس موسوی آویزش کے نتائج سے آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئے ہیں، جو آج بھی جاری ہے۔۔۔ اگر وہ غور کرتے تو اپنا وزن "موسوی رزمگاہوں" کے حوالے کر دیتے، لیکن اس کے بجائے انھوں نے دوڑ کر وقت کی فراعنہ طاقتوں کے پاؤں تھام لیے ہیں، شاید فراعنہ کا حشر اب پھر وہ بھول گئے ہیں۔

نمائندہ محدّث فیصل آباد۔ محدّث کے سلسلہ میں قلمی رابطہ اور اس کی خصوصی اور عمومی اشاعتوں کے بروقت حصول کے لیے پتہ۔ مولانا محمد خالد سیف، الاخوان، چنیوٹ بازار فیصل آباد

magazine.mohaddis.com

فتاوی الافتاء

شیخ عبد العزیز بن باز
ترجمہ از (مولوی) سیف الرحمٰن شاہین والی

زکوٰۃ کے مسائل و احکام

مضمون ہذا سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، حفظہ اللہ کے ایک گراں قدر مقالہ بحوث ھامۃ حول الزکوٰۃ کا ترجمہ ہے۔ یہ ریاض سے شائع ہونے والے ایک ہفت روزہ مجلہ "الدعوۃ" سے ماخوذ ہے۔

یہ مقالہ اگرچہ مختصر ہے اور مقلدوں کی طرح اس کی تمام جزئیات سے اتفاق کرنے میں ہمیں کچھ تردد ہے تاہم اپنے موضوع پر نہایت گراں قدر مقالہ ہے۔ اس میں دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق بعض فقہی مسائل کو نہایت احسن اسلوب سے بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً روپے اور نقدی کے متعلق علماء سے یہی سنتے آئے ہیں کہ ساڑھے باون روپے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ مگر یہ بات بعید از قیاس ہے کہ ایک تولہ چاندی کی قیمت میں تقریباً ۲۰ گنا اضافہ ہو جائے اور روپے کا نصاب حسب سابق ساڑھے باون روپے ہی ہو، یہ تو اس وقت کی بات ہے جب کہ ساڑھے باون روپے میں بھینس خریدی جا سکتی تھی۔ اب تو بھینس کے چمڑے کا ایک متوسط جوتا بھی دستیاب نہیں ہے۔

چنانچہ انھوں نے اس مسئلہ کو یوں حل کیا ہے کہ موجودہ وقت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نقدی ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ آج کل چاندی کا بھاؤ تقریباً ۱۶ روپے فی تولہ ہے۔ اس حساب سے مبلغ ۸۴۰ روپے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

بعض لوگ زکوٰۃ سے بچنے کے لیے کچھ حیلے تراشتے ہیں اور اپنے جمع کردہ سرمایہ سے مختلف اشیاء خریدتے ہیں۔ پھر کچھ منافع پر فروخت کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے انھوں نے قاعدہ کلیہ یہ بیان کیا ہے کہ جو مال تجارتی نقطۂ نگاہ سے خریدا جائے خواہ حیوان ہو، اناج ہو یا مکان وغیرہ ہو سبھی کی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مال میں جو منافع ہوگا وہ راس المال کے تابع ہوگا اور اسی پر سال کا گزرنا شرط نہیں۔ اسی طرح جو مال کسی کو قرض دیا جائے تو ایسا مال بھی زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں ہوگا۔ بلکہ صاحبِ مال کو سال گزرنے پر اس کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ علاوہ ازیں اور کئی مسائل کو مختصراً ایک قابلِ تحسین انداز سے بیان کیا ہے۔

سیف الرحمٰن

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ وصحبہ۔

امابعد: اس مضمون کا مقصد خیر خواہی اور نصیحت ہے کیونکہ فریضۂ زکوٰۃ میں اکثر مسلمان سستی اور غفلت کا شکار ہو چکے ہیں اور مشروع طریقہ کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنے میں لیت ولعل کرتے ہیں حالانکہ اس کی اہمیت کو سب تسلیم کرتے ہیں اور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے ہے اور اس کے بغیر اسلام کی بنیاد قائم نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۶ عن ابن عمرؓ)

اسلام میں جن پانچ امور کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے (۱) اللہ کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار (۲) نماز کی اقامت (۳) زکوٰۃ کی ادائیگی (۴) رمضان المبارک کے روزے (۵) بیت اللہ شریف کا حج۔

فوائدِ زکوٰۃ۔ فریضۂ زکوٰۃ مسلمانوں پر (اللہ کا) ایک بہت بڑا احسان ہے اور آغوشِ اسلام میں آنے والوں کا نگہبان اور محافظ ہے۔ یہ بے شمار فوائد کا حامل ہے۔ اس سے نادار مسلمانوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ دولت مندوں اور محتاجوں کے درمیان محبت اور اخوت کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے کیونکہ انسان کی فطرت ہے کہ جو اس سے احسان کرتا ہے اس سے مودت اور محبت کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ کا ایک بنیادی اور اصل مقصد یہ بھی ہے کہ اس سے طہارتِ نفس اور تزکیہ مال ہوتا ہے۔ بخل اور کنجوسی پردۂ عدم میں مستور ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب مقدس قرآن کریم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا۔ آپ ان کے مال سے زکوٰۃ لیجیے (اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ) نفس کی (گناہوں کی آلودگی اور نجاست سے) پاکیزگی ہوگی اور مال کا تزکیہ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

بھی ہو گا (توبہ)

اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مسلمان جود و سخا کی صفت سے آراستہ ہو جاتا ہے حاجتمندوں، ناداروں سے مشفقانہ اور ہمدردانہ سلوک برتتا ہے۔ مزید برآں زکوٰۃ دینے سے مال میں برکت ہوتی ہے اور اس میں اضافہ اور ترقی کا باعث بنتی ہے۔ نیز مال خرچ کرنے کے بعد اس کا بہترین معاوضہ بھی مل جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ (سبا)

"یعنی جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اس کا عوض بھی حاصل ہوتا ہے (کیونکہ) سب سے اچھا رزق دینے والا وہی ہے۔"

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

یَا ابْنَ اٰدَمَ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَیْكَ [ط]

"اے ابن آدم تم (میرے راستے میں) خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا۔"

علاوہ ازیں اس میں اور بے شمار فوائد مضمر ہیں۔

منکرین زکوٰۃ کو وعید۔ دوسری طرف ایسے لوگوں کے حق میں سخت وعید آئی ہے جو زکوٰۃ کی ادائیگی میں بخل سے کام لیتے ہیں یا سستی اور غفلت کا شکار ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۔ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (التوبۃ)

"جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دو۔ قیامت کے روز ان کا مال لوہے کی سلاخوں میں تبدیل کیا جائے گا اور ان سلاخوں کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر (ان سلاخوں سے) ان کے پہلو، پیشانیاں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (فرشتے انھیں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہیں گے) یہ تمہارا جمع کردہ سرمایہ ہے۔ اب اس کا عذاب چکھو۔

ط یہ الفاظ مجھے نہیں ملے۔ البتہ ترغیب جلد ۲ ص ۵۰ پر یہ الفاظ ہیں۔ انفق ینفق اللہ علیک (مترجم)

magazine.mohaddis.com

یاد رہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے اس پر کنز کا اطلاق ہوتا ہے اور ایسے صاحبِ کنز کو عذاب دیا جائے گا۔ چنانچہ صحیح حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ (ترغیب جلد اول صفحہ ۵۳۶)

"یعنی جس شخص کے پاس سیم و زر ہوگا اور اس کا حق ادا نہیں کرے گا تو اس کے لیے اس کا مال لوہے کی سلاخیں بنا کر جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اس کا پہلو پیشانی اور پیٹھ داغے جائیں گے۔ جب یہ سلاخیں سرد پڑ جائیں گی تو پھر دوبارہ گرم کر کے اسے عذاب دیا جائے گا اور ایک دن سالم یہ کارروائی جاری رہے گی۔ یہ دن کوئی معمولی نہ ہوگا بلکہ پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا جب تک بندوں کا حساب کتاب کا معاملہ ختم نہیں ہو گا اس وقت تک یونہی عذاب میں مبتلا رہے گا۔ پھر اس کے بعد اگر وہ جنت کا مستحق ہے تو جنت کی راہ لے گا اور اگر جہنم کا مستحق ہے تو اس کا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا۔"

پھر سید الکونین نے ارشاد فرمایا:

مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يعني شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ (رواه البخاري۔ مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۵۵)

"جسے اللہ تعالیٰ نے مال کی نعمت سے نوازا لیکن اس نے زکوٰۃ ادا کرنے میں پس و پیش کیا تو اس کا مال قیامت کے روز ایک گنجے سانپ کی شکل میں نمودار ہو گا اس کے سر پر دو نشان ہوں گے۔ وہ اس کے گلے میں لپٹ جائے گا۔ پھر اس کے جبڑوں کو پکڑے گا اور کہے گا۔ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔"

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (آل عمران)

"جو لوگ اللہ کے دیے ہوئے مال میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ اسے اپنے لیے بہتر مت خیال کریں وہ تو ان کے حق میں سراسر مضر اور نقصان دہ ہے کیونکہ جس مال پر وہ بخل کرتے ہیں وہ قیامت کے روز ان کے گلے میں طوق ہو گا"

زکوٰۃ کن چیزوں پر واجب ہے۔ زکوٰۃ چار قسم کے مال پر واجب ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ زمین کی پیداوار خواہ غلہ ہو یا پھل ۔ ۲۔ باہر چرنے والے چوپائے ۔ ۳۔ سونا اور چاندی ۔ ۴۔ سامانِ تجارت۔

ان چاروں میں سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ نصاب مقرر ہے۔ اگر مال نصاب سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ اناج اور پھلوں کا نصاب پانچ وسق ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے صاع کے حساب سے ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے، کھجور، منقیٰ، گندم، چاول اور جو وغیرہ میں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے تین سو صاع میں زکوٰۃ واجب ہوتی تھی۔

ایک صاع کی مقدار ایک متوسط آدمی کے چار ہاتھ جب کہ دونوں ہاتھ بھر کر اناج کا حساب لگایا جائے (ہمارے ملک پاکستان کے حساب سے پانچ وسق تقریباً ۲۰ من ہوتا ہے) رہا معاملہ اونٹ گائے اور بکری کے نصاب کا تو اس کی تفصیل کے لیے حدیث کی طرف رجوع کیجیے۔ مال زکوٰۃ کے مصارف اہلِ علم سے دریافت کر لیجیے۔ یہاں پر اختصار پیش نظر ہے ورنہ ضرور بیان کرتا۔

سیم و زر کا نصاب ۔ رہا سونے چاندی کے نصاب کا معاملہ تو اس کی تفصیل یوں ہے چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے۔ سعودی عرب کے سکے کے لحاظ سے ۵۶ ریال پر زکوٰۃ واجب ہو گی (لیکن پاکستانی سکے کے حساب سے ساڑھے باون تولے چاندی کی مروجہ قیمت پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔ اگر اس سے کم ہو تو زکوٰۃ معاف ہے)

سونے کا نصاب ۲۰ مثقال ہے۔ اس کی مقدار سعودی گنی کے لحاظ سے ۳/۷ ۱۱ گنیاں ہے۔ اس میں چالیسواں حصہ مقرر ہے لیکن یہ اس آدمی پر ہے جو ان دونوں میں سے ایک یا

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

دونوں مل کر نصاب کی حد تک پہنچ جائیں اور ساتھ ہی یہ بھی شرط ہے کہ مال مذکور ایک سال تک اس کے پاس پڑا رہے۔ پھر اسی مال سے جو منافع ہوگا وہ اصل کے تابع ہوگا۔ اس کے لیے سال گزرنے کی شرط نہیں۔ جس طرح باہر چرنے والے مویشیوں کے بچے زکوٰۃ کے معاملہ میں اصل کے ساتھ ملحق ہوں گے۔ ان کے لیے علیحدہ سال گزرنے کی شرط نہیں جبکہ اصل مال زکوٰۃ کی حد تک پہنچ چکا ہو۔

سونا چاندی اور نوٹ جن سے لوگ لین دین کرتے ہیں ان سب کا ایک ہی حکم ہے خواہ اسے دینار کہیں یا درہم سے موسوم کریں یا ڈالر وغیرہ کے لفظ سے تعبیر کریں۔ ہاں البتہ ان کی قیمت سونا چاندی کے نصاب تک پہنچنا ضروری ہے اور ایک سال گزرنے کی بھی شرط ہے۔

سونا چاندی کے زیورات کا حکم۔ عورتوں کے زیورات جو سونا چاندی کے بنے ہوں ان کا حکم نقدی کا ہے بشرطیکہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں اور ان پر ایک سال کامل گزر جائے تو ایسی صورت میں ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ اپنے ذاتی استعمال کے لیے بنائے ہوں یا کسی کو عاریۃً دینے کی غرض سے تیار کیے گئے ہوں۔ ایسی صورت میں علماء کا راجح مذہب یہی ہے کہ ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں عموم ہے۔ آپ کا فرمان اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپؐ نے ایک عورت کے ہاتھ میں سونے کے کنگن دیکھے تو اس سے دریافت کیا۔

أَتُعْطِينَ زَكٰوةَ هٰذَا۔ قَالَتْ لَا۔ قَالَ أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ۔ فَأَلْقَتْهُمَا وَقَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ (ابوداؤد۔ نسائی)

"کیا تو اس کی زکوٰۃ دیتی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ پھر آپ نے اس سے دریافت کیا کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تجھے ان کے بدلے دو آگ کے کنگن پہنائے۔ یہ سن کر اس نے دونوں کنگن اتار کر پھینک دیئے اور کہا ان پر میرا کوئی حق نہیں۔

ؐ لیکن مجھے اس میں تردد ہے کیونکہ اگر سونا چاندی دونوں کو ملا کر نصاب کی حد تک پہنچنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی تو حضور اکرمؐ سونا اور چاندی کا علیحدہ علیحدہ نصاب مقرر نہ فرماتے (مترجم)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

یہ اللہ اور اس کے رسول کے ہو چکے ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ وہ سونے کا ہار پہنا کرتی تھیں۔ ایک دن آپؐ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ کنز ہے۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا جو مال زکوٰۃ کے نصاب تک پہنچ جائے پھر اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے تو اس پر کنز کا اطلاق نہیں ہوتا۔ (مشکوٰۃ جلد اول ص۱۶۹)

اس مفہوم کی اور بھی احادیث مذکور ہیں۔

مالِ تجارت کا حکم۔ اب رہا معاملہ عروض کا تو اس سے مراد ہر وہ سامان ہے جو تجارت کی غرض سے خریدا جائے۔ اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ اس کی قیمت کا حساب لگا کر چالیسواں حصہ نکالا جائے خواہ موجودہ وقت اس کی قیمت کے برابر ہو یا کم و بیش ہو (یعنی زکوٰۃ موجودہ مالیت پر لگے گی کیونکہ اس سلسلے میں حدیث مذکور ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِي نُعِدُّهُ لِلْبَيْعِ (ابو داؤد)

"یعنی آپ کا حکم تھا کہ جو سامان ہم نے تجارت کی غرض سے رکھا ہوا ہے اس سے زکوٰۃ ادا کریں"

ایسی زمین، مکان، موٹر کاریں اور پانی کی بلند ٹینکیاں جو تجارت کی غرض سے ہوں سبھی پر اس حکم کا اطلاق ہوتا ہے۔

لیکن ایسی عمارتیں جو کرایہ پر دینے کی غرض سے تعمیر کی جائیں اور ان سے تجارت مقصود نہ ہو تو ایسی صورت میں کرایہ میں زکوٰۃ ہوگی جبکہ اس پر ایک سال گزر جائے۔ اسی طرح پرائیویٹ موٹریں اور ٹیکسیاں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں گی کیونکہ وہ تجارتی نقطۂ نگاہ سے نہیں خریدی گئیں بلکہ اپنے ذاتی استعمال کے لیے خریدی گئی ہیں۔ ہاں البتہ موٹر والے کی اجرت یا کرایہ جب حد نصاب تک پہنچ جائے تو کرایہ میں زکوٰۃ واجب ہوگی جب کہ اس پر ایک سال گزر جائے۔ خواہ اس نے یہ روپیہ اپنے نان نفقہ یا شادی کی غرض سے رکھا ہو۔ یا زمین خریدنے یا کسی کا قرض ادا کرنے کی غرض سے روپیہ اکٹھا کیا ہو کیونکہ شرعی دلائل میں عمومیت پائی جاتی ہے جو اس بات کی متقاضی ہے کہ مذکورہ بالا صورتوں میں زکوٰۃ واجب ہوگی اور قرض سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اسی طرح یتیموں اور پاگلوں کے مال سے زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے بشرطیکہ نصاب کی حد تک پہنچ جائے اور ایک سال گزر جائے۔ جمہور کا یہی مذہب ہے۔ یہ کام ان کے سرپرستوں کے ذمہ ہوگا۔ جب زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی نیت کریں اور سال کے اختتام پر ان کے مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ دلائل میں عمومیت پائی جاتی ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن کی جانب بھیجتے وقت فرمایا تھا۔

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَةً فِیْ اَمْوَالِھِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِھِمْ وَتُرَدُّ اِلٰی فُقَرَائِھِمْ (مشکوٰۃ ص۱۵۵)

"اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں زکوٰۃ واجب ٹھہرائی ہے جو سرمایہ داروں سے لے کر ان کے ناداروں اور فقراء میں تقسیم کی جائے۔"

آدابِ زکوٰۃ: زکوٰۃ اللہ کا حق ہے کسی غیر مستحق کو دینا جائز نہیں۔ اس سے کوئی ذاتی مفاد حاصل نہ کرے۔ کسی کی تکلیف سے بچاؤ کی خاطر بھی اسے نہ دے اور اپنے مال کی حفاظت اور مذمت سے ڈرتے ہوئے کسی غیر مستحق کو نہ دے بلکہ مسلمان کو چاہیے کہ زکوٰۃ مستحقین میں تقسیم کرے۔ اس لیے کہ وہ اس کے حقدار ہیں۔ ان سے کوئی ذاتی غرض وابستہ ہرگز نہ ہو، جب زکوٰۃ ادا کرے تو دل میں تنگی اور بخل محسوس نہ کرے بلکہ خوشی خوشی ادا کرے اور اس سے صرف اللہ کی رضا جوئی مقصود ہو تاکہ اس کا فرض ادا ہو جائے اور اجرِ عظیم کا مستحق ہو۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں فرمایا ہے۔

مصارفِ زکوٰۃ: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْھَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُھُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (التوبۃ)

زکوٰۃ تو صرف ان لوگوں کا حق ہے جو فقیر ہوں، مسکین ہوں، زکوٰۃ کی وصولی پہ مامور ہوں، نومسلم ہوں جن کی تالیفِ قلوب مقصود ہو، بے گناہ قیدی جن کی رہائی مقصود ہو، مقروض ہوں یا مسافر ہوں۔ مزید براں اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا زکوٰۃ کا مصرف ہے۔ اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ کو ان دو ناموں پر ختم کرنے میں بندوں کو تنبیہ ہے کہ وہ اپنے بندوں

magazine.mohaddis.com

کے حالات سے خوب باخبر ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ زکوٰۃ کا کون مستحق ہے اور کون غیر مستحق ہے۔ وہ اپنی شریعت میں حکمت والا ہے۔ وہ ہر چیز کو اس کے مناسب اور موزوں مقام پر رکھتا ہے اگرچہ لوگ اس کے فلسفہ کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس لیے بندوں کو چاہیے کہ اس کی شریعت پر اطمینان کا اظہار کریں اور اس کا حکم بلا چون و چرا تسلیم کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اپنے دین کو سمجھنے کی توفیق بخشے اور معاملات میں صداقت پر قائم رکھے اور جو کام اس کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہوں ان میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی توفیق عنایت کرے اور ناراضگی کے اسباب سے بچائے۔ وہ دعا سننے اور قبول کرنے والا ہے۔

وصلی اللہ علی عبدہ ورسولہ محمد وآلہ وصحبہ۔

(۹) غوث قطب ابدال

ایک فرضی چیز جو ہند و پاکستان میں عام ہو گئی

جس مدرسہ کو دیکھو مدرسہ غوثیہ جس مسجد کو دیکھو مسجد غوثیہ لکھا ہوتا ہے۔

محدثین کی تحقیق:

احادیث اقطاب اغواث ابدال کلھا باطل؟

۱۔ المنار المنیف فی الصحیح والضعیف لابن قیم ص

۲۔ موضوعات کبیر للملا علی قاری ص

۳۔ اسنی المطالب فی احادیث مختلفۃ المراتب ص لابن درویش بیروتی

"ابن قیمؒ، ملا علی قاریؒ اور بیروتیؒ کہتے ہیں کہ قطب، غوث، ابدال والی جملہ احادیث محدثین کے نزدیک باطل ہیں!"

سیوطی جیسے حاطب اللیل اور کھوجی کو صرف ایک اثر ملا ہے۔ جس کی سند صرف کنانی تک جا کر ختم ہو جاتی ہے جو تیسری صدی کا آدمی ہے:۔

نا علی بن عبد اللہ بن جھضم الھمدانی بمکۃ حدثنا عبید اللہ بن محمد العبسی قال سمعت الکنانی یقول النُّقبا ثلاث مائۃ والنُّجبا سبعون والبدلاء اربعون والاخیار سبعۃ والعمد اربعۃ والغوث واحد فمسکن النقباء المغرب ومسکن النجباء مصر ومسکن الابدال الشام والاخیار سیاحون فی الارض والعمد فی زوایا الارض ومسکن غوث فی مکۃ فاذا عرضت الحاجۃ من امر العامۃ ابتھل فیھا النقبا ثم النجبا

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ثم الابدال ثم الاخیار ثم العمد فان اجیبوا والا ابتھل الغوث فلا تتم ساعۃ حتی تجاب دعوتہ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد اول ص ۲۸۷-۲۸۸)

یعنی جب تم کو امور عامہ میں کوئی مشکل در پیش ہو پہلے نقیب کے پاس جاؤ اس کے بعد بدلا کے پاس پھر اخیار کے پاس پھر عمد کے پاس جاؤ اگر وہاں بھی کام نہ بنے تو غوث کے پاس جاؤ اور غوث مکہ میں ہوتا ہے بس یہی ایک اثر ہے جس سے ہند و پاکستان کے لوگوں نے شیخ عبد القادر جیلانی کو غوث الاعظم بنا رکھا ہے۔ ایک بات بڑے مزے کی اس روایت میں یہ ہے کہ غوث مکہ میں ہوتا ہے پھر بغداد میں تو غوث نہ ہوا۔ کیونکہ عراق فتنہ کی جگہ آنحضرت ﷺ نے تبلائی ہے مزید برآں اس روایت میں ایک راوی علی بن عبد اللہ بن جہضم کے متعلق اسماء الرجال والے کیا کہتے ہیں یہ بھی سنیے۔

علی بن عبد اللہ بن جھضم الزاھد ابو الحسن شیخ الصوفیۃ بحرم مکہ مصنف کتاب بھجۃ الاسرار متھم بوضع الحدیث قال ابن خیرون تکلم فیہ قال وقیل انہ یکذب وقال غیرہ اتھموہ بوضع صلاۃ الرغائب (میزان الاعتدال جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ و لسان المیزان جلد ۴ ص ۲۳۸)

ترجمہ: علی بن عبد اللہ بن جہضم الزاہد ابو الحسن حرم مکہ میں صوفیاء کا شیخ کتاب بہجۃ الاسرار کا مصنف احادیث وضع کرنے میں متہم ہے۔ ابن خیرون کہتے ہیں متکلم فیہ ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ جھوٹ بیان کرتا ہے۔ دیگروں کے نزدیک اس پر صلوۃ الرغائب کی حدیث وضع کرنے کا الزام ہے۔

(ب) [شیخ عبد القادر جیلانی کے نام کی گیارھویں جس میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کے وظائف اور ان کی امداد کی درخواستیں ہوتی ہیں]۔ قبل ازیں ہم نے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو غوث نہیں بنایا۔

علامہ ابن جوزیؒ جو ان کے زمانہ ہی میں بغداد میں ہوئے انہوں نے اپنی کتاب المنتظم فی تاریخ الامم میں شیخ جیلانی کا ذکر کیا ہے لیکن ان کی کسی کرامت کا ذکر نہیں کیا۔

نیز النجوم الظاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ لابن تغری بردی حنفی المتوفی ۸۷۴ھ جلد ۵ ص ۳۷۱ اور الذیل علی الروضتین ص ۱۷ میں ابو شامہ دمشقی نے اور شذرات الذہب جلد ۴ ص ۲۱۲، ۳۱۲ میں ابن عماد الحنبلی نے ذکر کیا ہے کہ وزیر ابو المظفر جلال الدین عبید اللہ بن یونس نے ان کی قبر اکھیڑ دی تھی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اور نعش کی ہڈیاں دریائے دجلہ میں پھینک دی تھیں۔ تو جو شخص اپنی نعش کی حفاظت نہ کر سکا وہ دوسروں کی کیا حفاظت کرے گا؟

یار لوگوں نے ایک کتاب لکھ دی جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کا درجہ نبیوں اور صحابہ سے افضل ہے اور یہ کہ اللہ نے کوئی نبی یا ولی ایسا پیدا نہیں کیا جو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی قبر پر حاضری نہ دیتا ہو (تحقیق الاولیاء فی شان سلطان الاصفیاء)

نذر نیاز غیر اللہ کے متعلق فقہ حنفی کا فیصلہ- واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراھم والشمع والزیت الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل حرام۔

جان لیجیے کہ اکثر لوگوں کی طرف سے مردوں کو جو نذر و نیاز پیش کی جاتی ہے۔ نیز تقرب کے پیش نظر اولیائے کرام کی قبروں پر جو نقدی، چراغ یا تیل وغیرہ وصول کیا جاتا ہے یہ بالاجماع باطل اور حرام ہے۔

۱- درمختار فقہ حنفی ص۹۶ طبع نولکشور لکھنؤ۔

۲- فتاوی شامی جلد ۲ صفحہ ۴۳۹ طبع مصر۔

۳- طحطاوی علیٰ درمختار جلد اول ص۵۵ مطبوعہ کلکتہ۔

اور طحطاوی علیٰ درمختار جلد ثانی ص۹۲ طبع مصر میں ہے کہ

من قال شیئ للہ بعض یکفر ویخشیٰ علیہ الکفر بعض بقرد

نیز غایۃ الاوطار شرح درمختار جلد ۲ ص۲۱ میں بھی ایسا ہی آیا ہے۔

نیز علامہ عبدالحی فرنگی محلی نے بھی مجموعہ فتاویٰ جلد اول ص۲۶۲ میں اسی طرح لکھا ہے۔

نیز ارشاد الطالبین ص۲ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

بلاغ المبین شاہ ولی اللہ ص۶۳ و تفہیمات الٰہیہ جلد ۲ ص۲۵

نیز کتاب الزہد ص۱۵ و حلیۃ الاولیاء لابی نعیم اصبہانی میں ہے کہ ایک مکھی کے چڑھاوے کی وجہ سے ایک آدمی جہنم میں چلا گیا تھا۔

ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں لکھا ہے۔

ومن مفتریات المشیعۃ الشنیعۃ ناد علیا مظھر العجائب والغرائب۔

magazine.mohaddis.com

اور جو شیعوں نے بدترین افتراء کیا ہے اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عجائب و غرائب کا اظہار کرنے والے علی کو پکارنے کا وظیفہ کرو۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے اس وظیفہ کی ہر مشکل حل کرنے کے لئے بڑی تعریف کی ہے مگر ملا علی قاری اسے افتراء کہتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز فتاویٰ عزیزی جلد اول ص ۸۹ میں لکھتے ہیں۔

استمداد از اموات خواہ نزدیک قبور باشد یا غائبانہ بے شبہ بدعت است در زمان صحابہ و تابعین نبود (فتاویٰ عزیزیہ جلد ۱ ص ۸۹)

نیز فقہ حنفی فتح القدیر شرح ہدایہ جلد ۴ ص ۱۰۱ و شرح عنایہ علی الہدایہ ج ۴ صفحہ ۱۰۱ و شامی وغیرہ باب الیمین فی الغرب والقتل وغیرہ باب دیکھو صاف مردوں کے سننے کا انکار ہے۔

من قال ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر ومن ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقد بذلک یکفر (بحر الرائق جلد ۵ ص ۱۲۵ و شامی جلد ۳ ص ۱۷۵ وفتاویٰ بزازیہ ج ۶ ص ۳۲۶ و مجمع البحار جلد ۲ ص ۳۷ تالیف علامہ طاہر فتنی)

جو شخص یہ کہے کہ مشائخ کی روحیں حاضر ہوتی ہیں اس نے کفر کی بات کہی ہے اور جو شخص یہ گمان کرے کہ اللہ کے سوا کوئی میت امور میں متصرف ہے اور وہ اس کا عقیدہ بھی رکھے تو وہ کافر ہے۔

(مولوی) محمد شفیع لاہور

ھدایۃ المستفید کے بارے میں المملکۃ العربیۃ السعودیہ کے محکمہ دار البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد کی رپورٹ۔

"مترجم نے اس کتاب کو نہایت محنت اور کاوش سے آسان اور عام فہم اسلوب میں اردو کے قالب میں ڈھال دیا ہے۔ ترجمہ میں کسی قسم کا کوئی سقم باقی نہیں۔"

ھدایۃ المستفید شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید کی شرح فتح المجید کا اردو ترجمہ ہے جسے دنیا بھر میں پہلی بار انصار السنۃ المحمدیۃ پاکستان کو پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ھدایۃ المستفید کا مطالعہ شرک و بدعت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں روشنی کا مینار ثابت ہوگا ان شاء اللہ۔ ہدایۃ المستفید ۹۲ کتب حدیث و تفسیر کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔ ایک ہزار سات سو چالیس صفحات پر مشتمل یہ کتاب سعودی کلچر آفس لاہور سے مفت حاصل کی جا سکتی ہے۔ انصار السنۃ المحمدیۃ لاہور پاکستان

magazine.mohaddis.com

نقد و نظر مولانا برق التوحیدی

اسلام کا قانونِ سرقہ

(بسلسلہ تعزیرات اسلام) قسط (۳)

قولہ: قاضی کو چاہیے کہ وہ چور کو کہے کہ وہ اپنے اقرار سے رجوع کر لے (دفعہ ۵ جزء ب)

اقول: اس بات کی سطحیت پر کچھ کہے بغیر ہم قاضی صاحب کے دلائل کا تجزیہ کرتے ہیں۔ آپ نے پہلے ابوامیہ مخزومی کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ کے قول کی نا جائز تائید کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ حالانکہ اس حدیث میں کوئی لفظ تک ایسا نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ قاضی کو رجوع عن الاقرار کے متعلق تلقین کرنی چاہیے بلکہ علامہ خطابی تو اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

فی اسنادہ مقال قال والحدیث اذا رواہ مجھول لم یکن حجۃ ولم یجب الحکم بہ (التلخیص لابن حجر ص ۳۵۶)

اسی طرح جو روایت ابن عمر وغیرہ سے پیش کی ہے جس کے الفاظ ہیں "قال لسارقۃ اسرقت قال لا" ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ سارق نے ابھی اقرار کیا ہی نہیں تو رجوع کے کیا معنی؟ لیکن اس سے قطع نظر نہ معلوم موصوف نے سبل السلام سے روایات نقل کرتے وقت روایتی تحریف و تصحیف سے کام لیتے ہوئے روایات پر مذکورہ جرح کو کیوں نظر انداز کر دیا حالانکہ اس حدیث کے معاً بعد صاحب سبل السلام رقمطراز ہیں:

قال الرافعی لم یصحح الائمۃ هذا الحدیث وقال الغزالی قولہ قل لا لم یصححہ الائمۃ (سبل السلام ج ۴ ص ۱۹)

یہی جرح ذرا تفصیل کے ساتھ حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر ص ۳۵۷ پر بھی نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت قابل احتجاج نہیں۔

حافظ ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں اس کے رجوع سے قبل کا اقرار دو صورتوں سے خالی نہیں کہ یا تو وہ اپنے اقرار میں سچا ہے یا جھوٹا۔ اگر پہلی صورت ہے تو اس پر حد کو جاری نہ کرنا فرض کو معطل کرنے کے مترادف ہے اور اگر غلط اقرار تھا تو پھر اس

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

سے ہرجانہ وصول کرنا ظلم ہے۔ یاد رہے جو لوگ رجوع کے قائل ہیں وہ رجوع کو معتبر سمجھنے کے باوجود سارق سے ہرجانہ وصول کرنے کے بھی قائل ہیں۔"

حافظ ابن حزمؒ کے الفاظ ہیں:

فلا یخلوا اقرارہ ذلک ضرورۃ من احد وجھین لا ثالث لھما اما ان یکون صادقا انہ سرق منہ ما ذکر او یکون کاذبا فی ذلک فان کان صادقا فقد عطلوا الفرض اذلم ینفذوا علیہ ما امر اللہ تعالیٰ بہ من قطع ید السارق وان کان کاذبا فقد ظلموا اذ غرموہ مالم یجب لہ عندہ قط (المحلی ص۲۴ ج۱۱)

ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ:-

ھذا قول اکثر الفقہاء وقال ابن ابی لیلیٰ وداؤد لا یقبل رجوعہ لانہ لو اقر لآدمی بقصاص او حق لم یقبل رجوعہ عنہ (المغنی ص۲۹۳ ج۱۰)

لیکن تعجب ہے کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

واذا اقر الرجل بالزنا او بشرب الخمر او بالسرقۃ ثم رجع قبلت رجوعہ قبل ان تاخذہ السیاط او الحجارۃ او الحدید (کتاب الام ص۱۳۹ ج۷)

حالانکہ حدود کا عملی اجراء کوئی ایسا داعیہ نہیں ہے جس سے حدود میں رد و بدل غیر ممکن ہو جاتا ہے جبکہ یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ اگر شبہ معقول یا کسی اور معقول وجہ سے اس کا جرم ثابت نہیں ہوتا تو اس کی حد معتدل ہونی چاہیے اور اگر رجوع عن الاقرار ایسا لاحقہ ہے ہی تو پھر حدود کو معطل کیوں نہیں کیا جاتا؟

اس سے بھی عجیب فتویٰ امام مالکؒ کا ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ ایک آدمی ہزار درہم چرا لیتا ہے اور اقرار کرتا ہے لیکن بعد میں اقرار سے رجوع کر لیتا ہے اور مسروق عنہ اس سے اپنے مال کا متقاضی بھی ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں سارق سے ہزار درہم تو لیے جائیں لیکن ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (المدونۃ الکبریٰ ص۲۹۶ ج۶)

اب ہر ذی شعور یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس طرح تو حد سرقہ کا وجود ہی ختم ہو کر رہ جاتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مذکورہ ابحاث کی طرح اس موقع پر بھی چور پیشہ حضرات کی مکمل حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ اور حدود کو شعوری یا غیر شعوری طور پر معطل کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے؛ حالانکہ اس صورت کو زیادہ سے زیادہ اس دور پر محمول کیا جا سکتا ہے جب

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

لوگوں میں خود یہ جذبہ تھا کہ وہ اپنی بار بار آکر تطہیر چاہتے تھے یعنی وہ خیر القرون کا دور تھا لیکن یہ دور پُر فتن ہے اور لوگوں کی حالت اتنی ناگفتہ بہ ہے کہ الامان والحفیظ۔ لہٰذا اس صورت پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ بہر حال یہ ایک توجیہ ہے ورنہ ایسے قاضی کو بھی عبرتناک اور قرار واقعی سزا ملنی چاہیے۔

چنانچہ اس بحث کو محمد بن عبد العزیز الخولی کے اس سلسلہ میں سبل السلام کے حاشیہ پر ایک قابلِ قدر ریمارکس پر ختم کرتے ہیں:

کیف نلقن السارق الذی ینتهك حرمات الاموال الانكار وهل هذا لا تعطیل للحدود وا غراء للسارقین علی ان یعثوا فی الارض فسادا (سبل السلام ص ۱۹ ج ۴)

لطیفہ - لطف کی بات یہ ہے کہ قاضی صاحب دفعہ ۵ کے جزء ج کے تحت فرماتے ہیں کہ "مال کے حق میں اقرار سے رجوع مال کو ساقط نہیں کرے گا البتہ اقرار سے رجوع کرنے پر اس کو تعزیری سزا دی جائے گی۔

لیکن ہماری سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے کہ ایک طرف تو رجوع کی بنا پر حد ساقط کی جا رہی ہے لیکن مال کا مطالبہ برقرار ہے تو یہ مال کس حیثیت سے لیا جا رہا ہے؟ پھر جب حد ساقط ہو گی تو تعزیری سزا - چہ معنی دارد؟ مزید برآں رجوع عن الاقرار کے متعلق اس موقع پر حضرت ماعز اسلمیؓ کا واقعہ پیش کیا گیا ہے جس کا ایک نقطہ بھی اس بات کو مشعر نہیں کہ آپ نے اقرار سے رجوع کر لیا تھا اور ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اگر آپ کے فرار سے احتجاج ہے تو پھر ہ

چہ نسبت خاک را بعالمِ پاک

یک نہ شد دو شد - ہم قاضی صاحب کی دفعہ ۵ کے جزو ج کا رونا رو رہے تھے کہ جزء د میں بھی یہی گوہر افشانی کی گئی ہے کہ جبری طور پر اگر سارق اقرار کرے تو حد نافذ نہیں ہو گی البتہ مال یا اس کا تاوان ادا کرنا پڑے گا۔

اس موقع پر بھی ہم ابن حزم کے تجزیہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اہل بصارت و بصیرت سے بڑے افسوس سے یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ فقہ کی اس گتھی کو سلجھائیں کہ آخر جب جبر کی وجہ سے حد ساقط ہو گی تو مال کس حیثیت سے لیا جا رہا ہے، اگر مال سارق کی حیثیت سے لیا جا رہا ہے تو حد کس حیثیت سے ساقط کی گئی ہے؟

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جب کہ قاضی صاحب شامی سے نقل فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں فساد کی کثرت کی وجہ سے متاخرین کے فتوے پر عمل کرنا چاہیے یعنی چوری کے الزام میں چور پر جبر و تشدد بھی جائز ہے تو اس صورت میں مذکورہ بالا جزء و کی وضاحت کا کیا مطلب؟

لغت دانی ۔ ہم اپنے مضمون کے اوائل میں غالباً یہ بات عرض کر چکے ہیں کہ اگر قاضی صاحب کو علم لغت میں کچھ مہارت ہوتی یا کتب لغت سے دلچسپی ہوتی تو آپ سرقہ وغیرہ کی تعریف میں ٹھوکر نہ کھاتے۔ جب کہ یہ بات محقق ہے کہ اگر انسان کو لغت کی اصطلاحات یا اس بات کا علم نہ ہو کہ صلہ کے بدل جانے سے معانی میں بھی فرق آجاتا ہے جیسا کہ تبدیلی اعراب سے معنیٰ بھی تبدیل ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو کوئی شخص عربی عبارت کا مفہوم صحیح طور پر نہیں سمجھ سکتا یہ بات تو مشہور ہی ہے کہ لولا الاعتبارات لبطلت الحکمۃ اب کے انہوں نے دفعہ ۶ میں بھی ایسی ہی بات کہی ہے جو ان کی اصولِ لغت سے عدم واقفیت پر دلالت کرتی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

لفظ "اشہد" (میں شہادت دیتا ہوں) مشاہدہ، قسم اور حال تینوں کو متضمن ہے اس لیے اس لفظ کے علاوہ کسی اور لفظ سے شہادت درست نہیں۔ علامہ کاسانی حنفیؒ نے بھی لکھا ہے کہ:

منہا لفظ الشہادۃ فلا تقبل بغیرھا من الالفاظ کلفظ الاخبار والاعلام ونحوھا وان کان یؤدی معنی الشہادۃ تعبدا غیر معقول المعنیٰ (البدائع والصنائع ۲۰۳۹/۹ ص)

اولاً:۔ اس میں یہ تناقض ہے کہ آپ نے پہلے کہا ہے کہ "میں گواہی دیتا ہوں" بھی ٹھیک ہے۔

ثانیاً:۔ مشاہدہ کو ظاہر کرنے کے لیے اور زمانہ حال پر دلالت کرنے والے الفاظ اور بھی ہو سکتے ہیں مثلاً "میں کہتا ہوں کہ فلاں آدمی کو میں نے ایسے کرتے دیکھا ہے" یا "میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ کام کیا ہے" وغیرہ وغیرہ۔

ثالثاً:۔ جہاں تک اس میں قسم کا تعلق ہے تو پہلے یہ بات بایں وجہ بالکل ناقابلِ التفات ہونے کے ساتھ محتاج وضاحت بھی ہے کہ کیا گواہی میں قسم کی ضرورت (شرط) بھی ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس خصوصیت کے کیا معنیٰ؟

پھر قاضی صاحب نے اس کی تائید میں یہ محاورہ پیش کیا ہے کہ "اشھد باللہ لقد کان کذا" حالانکہ ایک مبتدی بھی اس جملہ کے متعلق جانتا ہے کہ اس میں قسم کا معنی محض اشھد

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

میں مضمر نہیں بلکہ باللہ کی وجہ سے ہے یعنی قرائن کے بغیر اشہد قسم کے معنیٰ میں استعمال نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ صاحب "لسان العرب" "فشهادة احدهم اربع شهادات بالله" کے بعد فرماتے ہیں "الشهادة معناها اليمين ههنا"

عبارت کے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ قرائن کے بغیر "اشہد" میں قسم کا معنیٰ نہیں پایا جاتا۔ اور اسی قسم کی قرائن سے متصف بات صاحب تاج العروس نے بعض اہل لغت سے نقل کی ہے۔ بنا بریں ہم علیٰ وجہ البصیرت یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ کسی بھی اہل لغت نے کہیں بھی اس بات کی صراحت نہیں کی کہ محض "اشہد" میں قسم کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ فاتوا بها ان كنتم صادقين۔ بالفرض یہ بات تسلیم کر لی جائے تو قاضی صاحب کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے متعلق جو "اشہد" کے ساتھ اقرارِ سرقہ کرتا ہے لیکن قاضی اسے رجوع کے لیے کہتا ہے اور وہ رجوع کر لیتا ہے تو کیا وہ حانث ہو گا یا نہیں؟ پھر نہ معلوم قاضی صاحب سے یہ حقیقت کیوں اوجھل رہی کہ جس امام علیہ الرحمۃ کی تائید میں وہ اس قدر کوشاں ہیں وہ تو نماز میں بھی لسانی اور معنوی ردوبدل کے قائل ہیں تو اس شہادت میں کیونکر ردوبدل نہیں ہو سکتا؟

قولہ: جن گواہوں کے حالات قاضی کسی دوسرے مقدمہ میں معلوم کر چکا ہو اگر وہی گواہ اسی قاضی کے سامنے کسی اور مقدمہ میں شہادت کے لیے حاضر ہوں تو ان کے حالات دوبارہ قاضی معلوم نہیں کرے گا بشرطیکہ چھ ماہ کے اندر حاضر ہوئے ہوں ورنہ دوبارہ ان کے حالات معلوم کرے گا (دفعہ ۸ جزء ب)

اقول: چھ مہینے کی تعیین کی وجہ ترجیح کیا ہے؟ جب کہ کسی آدمی کا "مرضی" ہونا ایک منٹ سے لے کر لاتناہی وقت کے درمیان بھی ممکن ہے۔ نیز نوعیتِ مقدمہ گواہوں کی حیثیت پر اثر انداز کیوں نہیں ہوتی؟

قولہ: سرقہ اور دیگر حدود کے مقدمات میں گواہی پر گواہی کو قبول نہیں کیا جائے گا البتہ مالی حقوق کے بارے میں قبول کیا جائے گا (دفعہ ۱۰)

اقول: حدود اور مالی حقوق کا فرق کس نص صریح پر مبنی ہے؟ جبکہ قاضی صاحب نے تزکیہ شہود دفعہ ۸ کے ضمن میں یہ بات لکھی ہے کہ صاحبین کے نزدیک تمام مقدمات میں گواہوں کا تزکیہ کرنا ضروری ہے۔ اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے!

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

قولہ: سرقہ، زنا اور خمر کے مقدمات کے شاہد واقعہ کے بعد ایک ماہ کے اندر اندر قاضی کے پاس واقعہ کی شہادت دیں ورنہ بعد کی شہادت قبول نہ ہوگی مگر قذف، قصاص اور مالی حقوق کے بارے میں قبول ہوگی۔

اقول: ایک ماہ بعد گواہ اس قابل کیوں نہیں رہتا کہ اس کی شہادت قبول نہ کی جائے؟ سرقہ، زنا اور شرب خمر نیز قذف اور قصاص وغیرہ میں من حیث المقدمات کیا فرق ہے؟ کہ زائد المیعاد شہادت قسم الثانی میں تو قبول ہو اور قسم اول میں مردود؟ اگر قسم اول خالص حق اللہ کے مقدمات ہیں تو قاضی صاحب نے آگے چل کر دفعہ ۱۹ کے ضمن میں تسلیم کیا ہے کہ حقوق العباد حقوق اللہ سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام شافعیؒ نے حقوق العباد اور حقوق اللہ میں کوئی فرق نہیں کیا اور کسی قسم کی مدت کا تعین نہیں کیا۔ کیونکہ وہ حقوق اللہ کو بھی حقوق العباد ہی پر قیاس کرتے ہیں۔

اور اگر بنظر عمیق دیکھا جائے تو حقوق العباد میں تو اکثر اوقات نہیں بلکہ ہمیشہ حقوق اللہ آتے ہی ہیں لیکن حقوق اللہ کے ضمن میں حقوق العباد کا آنا کوئی ضروری امر نہیں۔ اس اعتبار سے بھی اگر حقوق العباد میں زائد المیعاد شہادت قبول ہے تو حقوق اللہ میں بالاولیٰ قبول ہونی چاہیے!

قولہ: اگر اجرائے حد تک درج ذیل شرطوں میں سے کوئی شرط فوت ہو جائے تو حد ساقط ہو جائے گی اور تعزیری سزا عائد ہوگی۔ پہلی شرط —— اجرائے حد تک سارق اور مسروق منہ کے درمیان خصومت قائم ہو" (دفعہ ۱۴ ترجمان القرآن فروری ۱۹۷۸ء) اس کے بعد اس ضمن میں قاضی صاحب نے پانچ امور ذکر کیے ہیں جن سے خصومت ختم ہو جاتی ہے۔

اقول: لیکن در حقیقت وہ امور تقریباً ایسے ہیں جو کہ عدالتی کارروائی کے موانع کے ضمن میں آتے ہیں حالانکہ شرعی نقطۂ نظر سے کوئی مقدمہ جب عدالت میں چلا جائے تو مدعی کو حق ہی حاصل نہیں کہ وہ اپنے دعوے میں ردوبدل کرے (ورنہ ایسے مدعی کو سزا ملے گی) جیسا کہ حضرت صفوان بن امیہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور اسی بنا پر علامہ ابن رشد لکھتے ہیں۔

واتفقوا علی ان لصاحب السرقۃ ان یعفوا عن السارق مالم یرفع ذلک الی الامام لما روی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

تعافوا الحدود بینکم فما بلغنی من حد فقد وجب" وقوله علیہ السلام "لو کانت فاطمة بنت محمد لاقمت علیہا الحد" وقولہ لصفوان" ھلا کان ذلک قبل ان تاتینی" (البدایة المجتھد ص ۳۳۹ ج ۲)

یعنی یہ عفو وغیرہ کا سلسلہ قبل از عدالت ہونا چاہیے۔ اسی طرح آپ نے ہبہ کے متعلق لکھا ہے۔ ہبہ کے متعلق امام مالک اور امام شافعی کا خیال ہے کہ حد جاری ہوگی۔ "لانه رفع الی الامام" نیز امام احمدؒ اور امام ابویوسفؒ کا بھی یہی خیال ہے۔ علامہ فراء حنبلی فرماتے ہیں:

اذا وھبت له السرقة لم یسقط عنه القطع، اذا عفا رب المال عن القطع لم یسقط (الاحکام السلطانیة ص ۲۵۲)

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے قاطع الطریق کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر وہ قتل کر دے تو مقتول کے ورثاء کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ بعد میں اسے معاف کریں بلکہ قاضی کو حد جاری کرنا ہوگی کیونکہ اس نے کسی خاص امر کی بنا پر اسے قتل نہیں کیا بلکہ مال کی وجہ سے قتل کیا ہے اور اسی طرح سارق کا معاملہ ہے۔ چنانچہ انھوں نے مفصل بحث کی ہے اس کا اختصار ملاحظہ ہو۔

ولھذا اتفق الفقھاء علی ان قاطع الطریق لاخذ المال یقتل حتما وقتله حد للّٰه وقتله مفوضا الی اولیاء المقتول قالوا لان ھذا لم یقتله لغرض خاص معه انما قتله لاجل المال فلا فرق عنده بین ھذا المقتول وبین غیره فقتله مصلحة عامة فعلی الامام ان یقیم ذلک ۔ وکذلک السارق لیس غرضه فی مال معین و انما غرضه اخذ مالی ھذا ومال ھذا ، کذلک کان قطعه حقا واجبا للّٰه لیس لرب المال بل رب المال یاخذ ماله وتقطع ید السارق۔ حتی لو قال صاحب المال انا اعطیه مالی لم یسقط عنه القطع کما قال صفوان للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم انا ھبه ردائی فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم "فھلا فعلت قبل ان تاتی به" و قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم من حالت شفاعته دون حد من حدود اللّٰه فقد ضاد اللّٰه فی امره ومن خاصم فی باطل وھو یعلم لم یزل فی سخط اللّٰه حتی ینزع ومن قال فی مسلم ما لیس فیه حبس فی ردغة الخبال حتی یخرج مما قال"۔ وقال الزبیر بن العوام۔ "اذا بلغت الحدود السلطان فلعن اللّٰه الشافع والمشفع"۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

(فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴۴ ص ۲۲۹)

گویا کہ شیخ الاسلام کے نزدیک رب المال کا ایسا رویہ اختیار کرنا دراصل حدود اللہ میں سفارش کرنے کے مترادف ہے جو کہ حرام ہے۔

معذرت

ہمیں افسوس ہے کہ صاحب مضمون نے یہاں ایسی تند و تیز زبان استعمال کی ہے جو علمی نقد کی بجائے ذاتی حملوں کی زد میں آتی ہے۔ محدث کا مسلک علمی اختلاف کی گنجائش تو رکھتا ہے، لیکن اس کے لیے ایسا ناروا لہجہ گوارا نہیں۔

صاحب مضمون سے درخواست ہے کہ وہ اپنا زورِ بیان علمی دلائل کی حد تک محدود رکھیں۔

ہمارے لیے یہ بھی مشکل ہے کہ سارا مضمون اپنی زبان میں منتقل کر کے شائع کریں اور یہ شاید موصوف کے مافی الضمیر کی ادائیگی کما حقہ کرنے میں مخل ہو۔ (محدث)

اضطراب۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ حدیث صفوان میں اضطراب متن ہے لیکن واضح ہو کہ اضطراب فی السند ہو یا فی المتن، وہ موجب قدح ہوتا ہے جو ناقابلِ ارتفاع ہو لیکن ہم کو تو اس حدیث میں ایسا کوئی اضطراب نظر نہیں آیا جو قاضی صاحب نے دیکھ لیا۔ شاید کہیں یہ بات نہ ہو کہ تقلید کی رنگین عینک میں حدیث کے شفاف مسائل بھی کچھ ویسے ہو جاتے ہیں۔

لیکن ہم ابوداؤد اور مستدرک للحاکم کی روایات کے الفاظ قارئین کے سامنے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

رکھتے ہیں تاکہ وہ کچھ فیصلہ فرمائیں کہ ان میں اضطراب ہے یا نہیں؟ یا قاضی صاحب وضاحت فرمائیں جو کہ انھیں پہلے فرمانا چاہیے تھی۔ ملاحظہ ہوں ابو داؤد کی روایت کے الفاظ:

عن صفوان بن امية قال كنت نائمًا في المسجد على خميصة لي ثمن ثلثين درهما فجاء رجل فاختلسها مني فاخذ الرجل فاتي به النبي صلى الله عليه وسلم فامر به ليقطع قال فاتيته فقلت اتقطعه من اجل ثلاثين درهما انا ابيعه وانسئه ثمنها قال فهلا كان هذا قبل ان تاتيني به (ابوداؤد ص ۲۴۷ ج ۲ طبع مجیدی کانپور)

امام حاکم نے ایک روایت مستدرک میں ان الفاظ سے نقل فرمائی ہے:

"عن صفوان بن امية قال كنت نائمًا في المسجد على خميصة لي ثمن ثلاثين درهما فجاء رجل فاختلسها مني فاخذ الرجل فجيء به النبي صلى الله عليه وسلم فامر به ليقطع فاتيته فقلت اتقطعه من اجل ثلاثين درهما انا ابيعه وانسئه ثمنها قال فهلا كان هذا قبل ان تاتيني به" (مستدرک للحاکم ص ۳۸۰ ج ۴)

اب قارئین فیصلہ فرمائیں کہ اس میں کیا اضطراب ہے؟ جب کہ سند میں بھی کسی قسم کا اضطراب نہیں، جس کو ہم نے اختصار کے پیش نظر ترک کر دیا ہے۔ کہیں یہ مذہبی قلق اور تقلیدی اضطراب کی تسکین کا شاخسانہ تو نہیں کہ اضطراب معرضِ وجود میں آ گیا۔ نیز قاضی صاحب کو اصولی نقطۂ نظر سے نہ سہی ایک مقلد کی حیثیت سے تو اس اضطراب کو سلف میں سے ثابت کرنا چاہیے تھا مگر —— اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ۔

قولہ: سارق کا بایاں ہاتھ یا اس کا انگوٹھا یا انگوٹھے کے علاوہ اس کی دو انگلیاں یا داہنا پاؤں کٹا ہوا یا ناکارہ نہ ہو (دفعہ ۱۲ شرط ۴) یعنی اگر یہ صورتیں ہوں تو حد ساقط ہو جائے گی۔

اقول: ہم اس تفریع کو بھی چور نوازی کے علاوہ کوئی نام نہیں دے سکتے لیکن یہ اختلاف دراصل ایک لحاظ سے اس بات پر مبنی ہے کہ کیا تیسری مرتبہ ہاتھ کاٹا جائے یا نہیں؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ تیسری مرتبہ بھی اجرائے حد ہے تو یہ بات پرکاہ سے زیادہ وزن کی حامل نہ ہو گی جیسا کہ خود قاضی صاحب کی بحث زیر دفعہ ۱۵ سے معلوم ہوتا ہے لیکن اس سے قبل ہم آپ کے سامنے دفعہ ۱۲ شرط ۵ کی تشریح ۲ پیش کرتے ہیں تاکہ آپ اندازہ لگا سکیں کہ اس مرہومہ فقہ کے پردہ میں چور پیشہ حضرات کا تحفظ کس انداز سے کیا گیا ہے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

چنانچہ قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اگر سرقہ بمقدار نصاب ایک شہر میں کیا گیا ہو اور سارق دوسرے شہر میں پکڑا گیا ہو جس میں مالِ مسروقہ کی قیمت نصابِ سرقہ سے کم ہو تو حد نافذ نہ ہوگی۔

آپ یقین جانیے ان دونوں صورتوں کے مضمرات کو لکھتے ہوئے ہمارا ضمیر شرم محسوس کرتا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم انہی ابحاث کو دیکھے تو وہ ہمارے اس دعوے پر کیا رائے قائم کرے گا کہ اسلام میں تمام مذاہبِ باطلہ سے زیادہ مال کا تحفظ کیا گیا ہے کہ ایک ناخواندہ آدمی بھی یہ تصور نہیں کر سکتا کہ ایک ایسا سارق جو چوری کرتا ہے اور اسی شہر میں رہتا ہے اس کو اس جرم کی پاداش میں سزا دی جائے کہ وہ یہاں سے بھاگنے میں کامیاب کیوں نہیں ہوا؟ اور اسی طرح دوسرے دن کے بھاؤ کا اعتبار کیوں نہیں کیا جاتا؟ پھر اس چور کے متعلق کیا خیال ہے جس پر عدالت قطع ید کا حکم نافذ کرتی ہے لیکن وہ اپنے ہاتھ کو بچاتے ہوتے اپنا انگوٹھا کاٹ لیتا ہے یا داہنا پاؤں ناکارہ کر لیتا ہے؟

دفعہ ۱۵۔ جس کا ذکر ہم اشارۃً پہلے کر چکے ہیں کہ اس ضمن میں قاضی صاحب نے یہ اختلاف بیان فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تیسری مرتبہ ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا بلکہ قید کیا جائے گا۔ البتہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک چاروں مرتبہ حد قائم کی جائے گی اور اگر پھر ضرورت محسوس ہو تو اسے قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے فتوے کی بنیاد حضرت علیؓ کے قول پر ہے کہ "مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس (سارق) کے لیے کوئی ہاتھ نہ چھوڑوں جس سے وہ کھانا کھائے اور استنجا کرے اور کوئی پاؤں نہ چھوڑوں جس پر وہ چلے" اس بات پر احناف نے صحابہؓ کے اجماع کا دعویٰ بھی کیا ہے لیکن اجماع کا دعویٰ محلِ نظر ہے جیسا کہ ابن حزمؒ نے لکھا ہے اور علامہ ابن رشدؒ بھی فرماتے ہیں۔ کلا القولین مروی عن عمرو ابی بکرؓ اور شاید اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ "فقال الاکثر یقطع وقال ابو حنیفۃ لا قطع علیہ" اور پھر مستقل باب کے تحت فرماتے ہیں:

"قال ابن المنذر رثبت عن ابی بکرؓ وعمرؓ انھما قطعا الیسد بعد الیسد والرجل بعد الرجل۔

(تفسیر قرطبی ج ۶ ص ۱۷۲)

علامہ سرخسی حنفیؒ فرماتے ہیں:

قال ابراھیم وقد اختلف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمنھم من قال

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

اقطعہ حتی اتی علی قوائمہ کلھا یرید بہ قول ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما ومنھم من قال اقطع یدہ ورجلہ ثم احبسہ یرید بہ قول علیؓ وابن مسعود رضی اللہ عنہما (المبسوط ج ۹ ص ۱۶۷)

بالفرض اس اجماع کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو نصوص کے مقابلہ میں مرجوح ہی ہوگا اور یہ کہنا کہ امام شافعیؒ نے اپنی تائید میں جو حدیث پیش کی ہے وہ ضعیف ہے صحیح نہیں کیونکہ اس کی مزید احادیث بھی موجود ہیں جن سے اس کا سقم رفع ہو جاتا ہے جیسا کہ اسماء بنت عمیس کا واقعہ اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایات ہیں جس کو دار قطنی کے حوالہ سے علامہ جزیری نے نقل کیا ہے۔ علامہ موصوف یہ تمام بحث لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

وقد اجاب المالکیۃ والشافعیۃ عن ھذا الدلیل بان ھذا الرای لا لعادم النصوص وان کان المنصوص فیہ ضعف کما قال الحنفیۃ فقد عاضدتہ الروایات الاخری الواردۃ بھذا المعنی (الفقہ علی المذاھب الاربعۃ ج ۵ ص ۱۶۳)

اسی طرح اگر قرآن مجید کے الفاظ "ا قطعوا ایدیھم وارجلھم من خلاف" پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ امام شافعی کا مسلک صحیح ہے کیونکہ اگر ایک ہاتھ کے بعد ایک پاؤں ہی کا ہوتا تو "ایدی" جمع کا صیغہ لا کر "من خلاف" کہنے کی ضرورت نہ تھی یعنی "من خلاف" اور "ایدی" کا تعلق بھی اسی صورت میں صحیح معلوم ہوتا ہے کہ چار مرتبہ حد قطع جاری ہے اور یہی صورت مشار ہیں ہوگی ورنہ "حد مرتین" کے قائلین کو پاؤں کاٹنے کی اجازت نہ ہوگی اور یہ قرآن پر زیادتی ہوگی جیسے قاضی صاحب خود فرماتے ہیں کہ "قرآن کریم پر زیادتی حرام ہے۔"

نیز یہ کہنا بھی محتاج وضاحت ہے کہ حد کا مقصد جان کو تلف کرنا نہیں ہوتا جبکہ بعض حدود کا مقصد ہی یہ ہے مثلاً قتل محاربت وغیرہ اور پھر حدِ سرقہ (چار مرتبہ) میں تو تلافِ نفس ہوتا ہی نہیں اور جہاں تک معنویت کا تعلق ہے تو اسے زیادہ سے زیادہ چور کو ارتکاب پر ہی محمول کیا جا سکتا ہے کہ کیا نبی علیہ السلام اس معنویت کو نہ سمجھتے تھے؟ اور آپ کا مرتکبین پر حدِ زنا نافذ کرنا بھی اس بات کا مؤید ہے بالخصوص جبکہ حبسِ دوام بھی معنوی ہلاکت ہی تو ہے

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

(مستنسل)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

منظور احسن عباسی

تو کائناتِ حُسن ہے یا حُسنِ کائنات

تابندہ جس کی ضَو سے ہے ایوانِ شش جہات
وہ کائناتِ حُسن ہے یا حُسنِ کائنات"

وہ جس کا لفظ لفظ حقیقت کا ترجمان
وہ جس کی بات بات میں شیرینیٔ نبات

اقوال جس کے شرحِ کتابِ مُبِّین اور
افعال جس کے معنیٔ آیاتِ بیّنات

جس کا وجود شانِ خداوندِ ذوالجلال
جس کی نمود لمعۂ طورِ تجلیات

وہ جس کے فیضِ دم سے معطّر مشامِ جاں
وہ جس کے عطر بیز ہیں انفاسِ طیبات

ختم الرُسل، امام امم، ہادئ سُبُل
خیر الوریٰ، حبیبِ خدا، فخرِ کائنات

ہر نقشِ پائے احمدِ مرسل ہے ایک شمع
روشن ہے جس کی لَو سے رہِ منزلِ حیات

احسن وہ جس کے عارض و گیسو کی یاد میں
ہر روز روزِ عید ہے۔ ہر شب شبِ برات

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

Regd. No. L. 7895 Phones : 352897 - 63210

Monthly MOHADDIS Lahore-16

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

★ عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں —— لیکن تعصبات سے بالاتر افہام و تفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

★ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں —— لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

★ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے —— لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

★ تبلیغِ دین اور نشر و اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے —— لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی رُوح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

★ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے —— لیکن

ع جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

★ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے —— لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

©

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو:

مُحدّث

کا مطالعہ فرمائیے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزیّن پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زرِ سالانہ ۱۵ روپے فی پرچہ ۱/۵۰ روپے